

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ لِمَن يَّشَاءُ
عَسَىٰ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّجِيدًا

تارکاپتہ
الفضل
قادیان

بدرال
قادیان

الفضل قادیان

غلام نبی

The ALFAZL QADIAN

ہفتہ میں تین بار

فی پریچہ

قیمت لائے پینے پیرن ۱۲

قیمت لائے پینے پیرن ۱۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تہ ۵۔ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۱ء یکشنبہ مطابق ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ جلد ۱۹

مسلم نمائندگان جموں و کشمیر پر کامل اعتماد کا اظہار

مطالبہ کے جواب کے لئے دس دن کی مبعوث مسلمان متحدہ آمد کی درخواست

سر سیکر کے ایک عظیم الشان جلسہ کی اہم فرودیں

المنیہ

۲۲ اکتوبر۔ سری نگر سے ایک معزز مہمان حضرت خلیفۃ المسیح
الثانی کی ملاقات کی غرض سے تشریف لائے۔ اور حضور نے ان کو
شرف ملاقات بخشا۔

اس کی مولوی فاضل پاس طلباء کے پینین کلاس کے لئے
حسب ذیل چھ طالب علم کو نامزد کیا۔ ان کے بعد ذیلیفہ پرمختب کے گئے۔

۱۔ محمد سلیم صاحب۔ ۲۔ شیخ عبدالقادر صاحب۔ ۳۔ محمد شریف صاحب۔
۴۔ شیخ مبارک محمد صاحب۔ ۵۔ ظہور الحسن صاحب۔ ۶۔ عبدالغفور صاحب

نمائت لہج اور اسوس سے لکھا جا رہا ہے۔ کہ چوری علیہ السلام
صاحب کاٹھ گڑھ میں باؤں میں کاشا گئے کی وجہ سے چند دن بیمار رہ کر
۱۹ اکتوبر کو فوت ہو گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ لاش بدر لہ لاری
۲۰ اکتوبر قادیان لائی گئی۔ ۲۱۔ کی صبح کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے نماز
جنازہ پڑھائی۔ اور مرحوم مقبرہ ہشتی میں دفن کئے گئے۔ مرحوم نمائت لہج
اور سلسلہ کے ان فک خدمت گزار تھے۔ ہمیں اس صدر میں نہ مرت مرحوم
کو جتین بلکہ اس علاقہ کے احمدیوں سے پوری ہمدردی ہے۔ پیر و بیجا میں مرحوم کے لئے دعا و منفرت کریں بفضل حالات انشاء اللہ آئندہ کئے جائیں گے۔

میں منعقد ہوا۔ صاحب صدر۔ مولانا مظہر الدین ایڈیٹر الامان دہلی مولانا
میرک شاہ دلیوبندی۔ کثیر کے شہو و معرفت راہ نما محمد عبدالعزیز
اوجوئی و مظہر آباد کے متعدد راہ نماؤں نے تقریریں کیں۔ صاحب
نے پُر زور الفاظ میں اعلان کیا کہ کشمیر میں فرقہ وارانہ مسلحہ موجود نہیں۔

میاں محمد یوسف صاحب رکن مجلس مسلم نمائندگان کشمیر بذریعہ تار
مطلع فرماتے ہیں:-
مورخہ ۲۰ اکتوبر کو مسلمانان سری نگر کا ایک عظیم الشان جلسہ زیر
صدارت مولانا محمد اسماعیل غزنوی رکن آل انڈیا کشمیر کمیٹی خانقاہ معلی

P.O. 70
۲۰۰۹
۲۰۰۹
۲۰۰۹

۲۰۰۹
۲۰۰۹
۲۰۰۹

سیرت کے لیکچروں کے متعلق نوٹ

اس سال سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلسوں کے لئے جو مقرر رکھے گئے ہیں ان پر لیکچر دینے کی تیاری کرنے کے لئے ضروری نوٹ چھپ رہے ہیں۔ جو ۲۵ اکتوبر تک چھپ کر تیار ہو جائیں گے۔ جن جماعتوں نے ان کے لئے آرڈر نہیں بھیجے۔ وہ جلد بھیجیں۔
(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

مسئلہ نہ اٹھایا جائے۔ اور ایسے تمام اشخاص سے اجتناب کیا جائے جو دوستی کے لباس میں اہل سنت و الجماعت۔ اہل حدیث۔ اہل تشیعہ۔ اور احمدیت کا سوال اٹھا کر موجودہ مقصد کو نقصان پہنچائیں۔ اس تحریک میں تمام فرقوں نے سادی حصہ لیا ہے۔ اور جلد متوقع ہے۔ کہ وہ اپنی مساعی کو بدستور جاری رکھیں گے۔

آپ نے مسلمانوں سے مطالبہ کیا کہ تمام فرقہ وارانہ اختلافات دور کریں۔ مولانا ضیاء الدین مفتی پونچھ نے کشمیر کے موجودہ معاملہ میں آل انڈیا کشمیری کمیٹی کی خدمات پر اظہارِ تحسین و استحسان کیا۔ مندرجہ ذیل قراردادیں با اتفاق آراء منظور ہوئیں :-
(۱) جموں و کشمیر کے نمائندوں پر کابل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے ان

(۸) مسلم اخبارات اور تحریقات انجمنوں کا شکریہ ادا کیا گیا۔ جنہوں نے کشمیری مسلمانوں کی امداد کی اور ان سے درخواست کی گئی۔ کہ ان دنوں دنوں میں کوئی ایسی جارحانہ کارروائی نہ کریں۔ جس سے معاملات میں پیچیدگی پیدا ہونے کا احتمال ہو۔
(۹) مطالبہ کیا گیا کہ تحقیقاتی کمیٹی کی ہیئت ترکیبی نمائندگان جموں و کشمیر کے مشورہ سے ترتیب دی جائے۔ اور ایسی ہو۔ جو ہر قسم کے سرکاری اثر سے پاک اور آزاد ہو۔
میت سے جلسے نہ ہا ضروری۔
(۱) ۲۹-۳۰ اکتوبر کو کلاندر ضلع گورداسپور میں تبلیغی جلسے ہوگا۔ اردگرد کی احمدی جماعتیں اور انصار احمدی بھی آئیں اور غیر احمدی اصحاب بھی ساتھ لائیں۔
(۲) ۲۵ اکتوبر سلاوا نالی میں سرگودھا میں جماعت احمدیہ کے زیر انتظام احمدی و غیر احمدی علماء و علمائے کرام ہوں گا۔ اور گورداسپور میں ضلع شامل ہوں۔
(۳) ترقیاتی ضلع گورداسپور میں نئی تنظیم کے تحت پہلا ماہوار جلسہ ۲۵ اکتوبر کو ہوگا۔ گردونوں کے تمام احمدی اصحاب اور انصار احمدی شامل ہوں۔
خاکسار ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

ہووالہ کے افضل اور رحیم ساتھ اظہار

پست نصاب

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے)

گو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک معقول حصہ جماعت نے تحریک چٹھوں کی طرف اخلاص سے توجہ کی ہے لیکن ابھی بہت سی جماعتیں اور افراد ایسے ہیں۔ جنہوں اس طرف بہت کم توجہ کی ہے یا بالکل نہیں کی ہے۔ آپ کے راستہ میں مشکلات ہیں تو یاد رکھیں کہ مشکلات اوروں کے راستہ میں بھی ہیں مگر باوجود اس کے وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی سے نہیں ڈرے۔ بلکہ ابھی اور قربانی کرنے کو تیار رہیں۔ اگر آپ کے اخراجات کی زیادتی آپ کے لئے مانع ہے تو یاد رکھیں کہ اخراجات کی زیادتی کے ذمہ وار زیادہ تر آپ ہی ہیں۔ سلسلہ کی ذمہ داری دوسرے نمبر پر نہیں بلکہ پہلے نمبر پر ہے۔ آپ کو ان دلیلوں سے تسلی نہیں ہونی چاہیے جن سے آپ لوگوں کو خاموش کر سکیں۔ بلکہ ان سے جو قیام کے دن خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کر سکیں۔
ایک وقت تھا کہ ہندوستان قربانی سے خالی تھا۔ اس وقت آپ کی قربانی بڑی نظر آتی تھی۔ اب ہندوستان میں قربانی کا احساس ہو گیا ہے۔ اور دوسری اقوام سے زیادہ قربانی کئے بغیر آپ سرخرو نہیں ہو سکتے۔ وہ شخص جو اس بات کی انتظار میں ہوتا ہے کہ کوئی دوسرا مجھے تحریک کرے۔ وہ اپنے ایمان کی فکر کرے۔ مومن کا کام نیک تحریک کرنا ہے۔ نہ کہ دوسرے کی تحریک کا منتظر رہنا۔ وہ شخص جو اپنے نفس کھیلنے عذر تلاش کرنے میں لگا رہتا ہے۔ ناکام رہتا ہے۔ کامیابی کا منہ وہی دیکھتا ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرنے میں سختی سے کام لیتا ہے۔
یہ مت خیال کرو کہ تم امتحان میں پڑ گئے۔ یہ تو محض امتحان کی تیاری ہے۔ امتحان تو آئیو والا ہے۔ جو آج گھبراتا ہے اس کا کل کیا حال ہوگا۔
مبارک ہیں وہ جو ہر امتحان کھیلنے تیار رہتے ہیں جنہیں اس امر کا صدقہ نہیں کہ ان سے قربانی کیوں طلب کی جاتی ہے بلکہ اس امر کا خوف ہے کہ حقیقی قربانی کے مطالبہ سے پہلے وہ اس دنیا سے رخصت نہ ہو جائیں۔ ہاں مبارک ہیں وہ کیونکہ فرسخ انہی کے نام لکھی جائیں گی۔

شاہ کسلا میرزا محمد اسحاق احمد

مطالبہ کی مکمل تصدیق و تائید کی گئی جو ۱۹ اکتوبر کو پیش کر گئے۔
(۲) ریاست کے موڈ بانہ اور پرزور مطالبہ کیا گیا کہ ان مطالبات کو جو اقل قلیل میں منظور کیا جائے۔
(۳) نمائندگان کے اس فیصلہ کی تائید کی گئی کہ ریاست کے جو ایک دس روز کا انتقال کیا جائے اگر جواب تسلی بخش نہ ہو۔ تو جو مشکلات پیدا ہوگی ان کی ذمہ داری ریاست پر عائد ہوگی۔
(۴) مسلمانان جموں اور ان کے نمائندوں کی ان تحکامات ساعی امداد اور گرفتار نقصانات کیسے ہر تشریح پیش کیا گیا۔
(۵) سرسنگر۔ اسلام آباد۔ شوپیان۔ خواجہ باغ۔ بارہ مولا۔ سوپور۔ ہندو واڈہ۔ نوشہرہ۔ وپارناگ اور جموں کے مشہد مجروحین اور ستم رسیدگان کے لئے جذبات کا اظہار کیا گیا اور یقین دلایا گیا۔ کہ جب تک معقول مسادفہ نہ دیا گیا۔ امن قائم نہیں ہوگا۔
(۶) مسلمانان مظفر آباد و گلگت کی گرفتار امداد و خدمات کا شکریہ ادا کیا گیا۔ اور توقع ظاہر کی گئی کہ وہ اتحاد عمل کو بدستور جاری رکھیں گے۔
(۷) جلسہ کی رٹس میں موجودہ نمائندہ تمام مذہبی رہنماؤں کی متحدہ مساعی کی مرہون منت ہے۔ اس لئے درخواست کی گئی کہ اس موقع پر کسی قسم کا فرقہ و

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الفض

منبر قادیان دارالامان مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۱ء جلد ۱۹

زمیندار کی فتنہ انگیزی

جماعت کی دشمنی پر وہیں مسلمانان کشمیر کو نیکو شش

زمیندار کے خرمن سکون پر جلی

بیسے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانان کشمیر کی مظلومیت اور بے کسی کے اسدا کے لئے آواز اٹھائی۔ اور اس غرض سے منظم اور نوٹ کو شش شروع فرمائی ہے۔ ریاست کے قدیم نمک خوار "زمیندار" کے خرمن سکون و قرار پر بجلی گر گئی ہے اور جوں جوں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی راہ نمائی میں آل انڈیا کشمیری کی جدوجہد کو وہ کامیابی کے قریب اور مسلمانان کشمیر کے لئے مفید دیکھتا ہے۔ اس کی فتنہ و شرارت کی رگ زیادہ سے زیادہ پھیل گئی جا رہی ہے وہ اپنا سارا زور اپنی مادی قوت اور اپنی ساری شیطنیت جہالت احمدیہ کے خلاف بیہودہ سرائی کرنے اور مسلمانان کشمیر کو جو مصائب و آلام - تشدد اور جبر کے پہاڑ کے نیچے دیے ہوئے ہیں۔ اور اس قدر بے بس ہیں کہ کہہ سنے کی ہمت بھی نہیں رکھتے۔ ذلت اور مسکنت کے گڑھے میں گر لئے رکھنے میں صرف کر رہا ہے۔

"زمیندار" کی ذلت و رسوائی

ہمیں "زمیندار" کی شرارتوں اور فتنہ انگیزیوں کی نہ کبھی پہلے پروا ہوئی ہے۔ اور نہ آج ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیشہ اسے جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں ناکام و نامور رکھا۔ اور اب بھی رکھے گا۔ اور دیکھا گیا۔ اس تھوڑے سے عرصہ میں ہی پنجاب اور پھر خاص کر کشمیر میں جس قدر ذلت و رسوائی "زمیندار" اور اس کے گراٹ صفت مالک کو نصیب ہو چکی ہے وہی نہایت عبرتناک ہے۔ "زمیندار" کے صفحہ اول سے قرآن کریم کی آیت کو علیحدہ کر کے ہزاروں کے مجمع میں اس پر جو تیاں مار گئیں۔ اسو غلاقت میں ڈال گیا۔ اس کا جنازہ نکالا گیا۔ خود مولوی ظفر علی نے جب اس دفعہ ریاست میں قدم رکھا تو جوں میں مسلمانوں نے اسکی جائے قیام پر جمع ہو کر اس کا نام کیا۔ ظفر علی مردہ باد کے نعرے لگائے۔ اس پر بعضوں کی

بوجھار ڈکی سادہ جب سرنگ کے ایک جلسہ میں تقریر کرنے کے لئے گیا۔ تو ہزاروں لوگوں کے انبوه نے اس کی ایک بات بھی سننے سے انکار کر دیا۔ اسے غموش ہو جانے پر مجبور کیا۔ اور یہاں تک کہدیا کہ اگر بولنے کی کوشش کی۔ تو جو تیاں مارا کہ نکال دئے جاؤ گے ظفر علی مردہ باد کے نعروں سے اس کی قاضی کی گئی۔ اس کے ساتھ ہی مرزا محمود احمد زہد باد کے نعرے لگا کر اسے انگاروں پر تڑپایا گیا۔ غرض ہر پہلو سے اسے ذلت و رسوائی نصیب ہوئی۔ اور اسے معلوم ہو گیا۔ کہ مسلمانان کشمیر اپنے ہمدردوں اور خیر خواہوں۔ اپنے خود غرض دشمنوں اور تفرقہ پیدا کر کے ان حقوق کو نقصان پہنچانے والوں میں خوب اچھی طرح امتیاز کر سکتے ہیں۔

اگر زمیندار میں کچھ بھی انسانیت کا شائبہ پایا جاتا اور اس پر مسلمانان کشمیر کے روح فرسا اور نہایت ہی دردناک مصائب کا ذرا بھی اثر ہوتا۔ تو وہ ایسے موقعہ پر ہی ذاتی اغراض اور نفسانی خواہشات پر مظلوم و متہور مسلمانوں کی حالت کو ترجیح دیتا۔ اور اسے چاہیے تھا۔ کہ فورا سنبھل جاتا۔ اور اپنے شرمناک طریق عمل کو چھوڑ کر اگر مسلمانان کشمیر کی حالت میں کچھ نہ کر سکتا تو خوش ہی ہو جاتا۔ لیکن اس کی تمام ناکامیاں اور رسوائیاں اس کے لئے اور زیادہ فتنہ پردازی کا موجب بن گئیں۔ اور وہ جہن کر اس نے حسب عادت جماعت احمدیہ کے متعلق افترا پردازیوں غلط بیانیوں اور دھوکہ دہیوں سے کام لینا شروع کر دیا۔

دیدہ و دانستہ کذب بیانی

پہلے لکھا جا چکا ہے۔ کہ ہمیں "زمیندار" کی بے ہودہ سرکاریوں کی نہ کبھی پہلے پروا ہوئی اور نہ اب ہے۔ لیکن جن بات کا راجح پہنے بھی تھا اور اب بھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ "زمیندار" ہماری مخالفت میں انسانیت اور شرافت کو بالائے طاق رکھ کر دیدہ و دانستہ صریح کذب بیانی اور دھوکائی پھارتا ہے۔ اس وقت بھی وہ ہمارے متعلق اپنی

ہتھیاروں سے کام لے رہا ہے۔ اور پتا ہوتا ہے۔ کہ احمدیوں اور مسلمانان کشمیر کے درمیان جھوٹ اور کذب کا پہاڑ کھڑا کر کے اس جدوجہد کو ملیا میٹ کر دے۔ جو مسلمانان کشمیر کی مظلومیت کے اسدا اور انہیں انسانی حقوق دلانے کے لئے کجا رہی ہے۔ اور جو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے روز بروز نہایت موثر ثابت ہو رہی ہے۔

اس غرض کے لئے "زمیندار" قریباً ہر پرچہ کے ذریعہ مختلف طریقوں سے جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال اور غلط فہمی پیدا کر نیکی کوشش کر رہا ہے۔ اور حسب معمول دل کھول کر جھوٹ اور افترا سے کام لے رہا ہے۔ جس کی ایک تازہ اور واضح مثال ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

۱۰ اکتوبر کے پرچہ میں ایک تبلیغی اشتہار کی آڑ میں "زمیندار" نے افترا پردازیوں اور دھوکائیوں سے پُر ایک طویل مضمون لکھا ہے۔ جس کی ان الفاظ پر توجہی ہے۔

"جب سر شیع جیسے بزرگوار احمدیوں کے سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلسوں کی صدارت کرنے لگے۔ اور علامہ عائشہ جیسے غیر درجہ دار اس فرقہ منالہ کے جلسوں میں تقریریں کرنے لگے۔ تو کشمیر کا فتنہ کھڑا کیا گیا اور مسلمانان کشمیر کے نام پر چننے طلبی شروع ہوئی۔ اس طرح بیس سالوں کے ایک طبقہ تک خلیفہ جی کو رسائی ہو گئی تو اب آپ نے ان کے زمان پر ڈاکے ڈالنے کے لئے ان میں پوسٹر تقسیم کرنے شروع کئے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں آپ نے ایک پوسٹر "ذلت ایمان" کے عنوان سے نکالا ہے جس کا آغاز الفاظ ذیل سے ہوا ہے۔

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک کے ایسی کفر توڑ ہے۔ کہ ہر شخص جس کے دل میں کفر کی کوئی رگ ہو وہ آپ سے دشمنی رکھتا ہے۔ اور آپ کی مقدس ذات پر حملہ کرنا پنا فرض سمجھتا ہے۔"

مسلمانان کشمیر سے ایک سوال

قبل اس کے کہ ہم یہ بتائیں۔ جس پوسٹر کا "زمیندار" نے حوالہ دیا ہے۔ وہ کب شروع ہوا۔ اور کیوں شروع کیا گیا؟ تمام مسلمانوں اور خاص کر مسلمانان کشمیر کے سامنے یہ سوال رکھنا چاہئے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنی مظلومیت۔ اپنی بے کسی۔ اور اپنے مذہب میں دست اندازی کے خلاف جو آواز اٹھائی۔ اور جسے "زمیندار" نہایت ڈھٹائی سے "کشمیر کا فتنہ" قرار دے رہا ہے۔ وہ انہوں نے اپنی ذلت و رسوائی۔ اپنے مصائب و آلام کے انتہا تک پہنچ جانے اور قطعاً ناقابل برداشت ہو جانے کی وجہ سے خود بخود اٹھائی یا کسی اور نے انہیں مجبور کر کے ان سے بلند کرائی؟ پھر اس وقت تک انہوں نے جن شدائد اور مظالم کو مردانہ وار برداشت کر کے اپنی جرات اور دلیری۔ اپنے حوصلہ و استقلال کا اپنے مخالفین تک سے اعتراف کرانے کے علاوہ اپنی طلب صادق کا ثبوت پیش کیا ہے۔ اس کے لئے انہیں کسی نے مجبور کیا۔ یا وہ خود بخود آمادہ ہوئے؟ کوئی قوم کسی کہنے سے نشانہ تشدد یعنی کسی کو تیار نہیں کرتی اگرچہ ایک معمولی سی عیش و شہو کا انسان بھی مسلمان ہو کر کتاب۔ کدوئی

ساری قوم اور ایسی قوم جو بے عرصہ سے ظلم و ستم کے نیچے دبی ہوئی ہو۔ جو فلاکت اور غربت کا شکار ہو رہی ہو۔ جو بے کسی اور بے بسی کا المناک نمونہ ہو۔ جو ادنیٰ سے ادنیٰ سگری لازم کے نام سے بھی کاٹتی ہو۔ وہ کسی اور کے کہنے سے یا ساز و سامان حکومت۔ طاقتور سلطنت اور جاہلکوں سے اپنے غصب شدہ حقوق طلب کرنے اور اپنی ذلت و رسوائی کا افساد کرانے کے لئے کھڑی نہیں ہو سکتی۔ اور پھر جب اسے درشتی اور جبر کا نشانہ بنایا جائے۔ سنگینوں اور نیزوں کی اس پشت کی جائے۔ گولیوں کا اس پر مینہ برسایا جائے۔ تو وہ کھڑی نہیں رہ سکتی۔

”زمیندار“ کی مسلمانان کشمیر کی دشمنی

تاہم ”زمیندار“ نے مسلمانان کشمیر پر جو ناپاک الزام لگایا ہے۔ اور جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ انہیں بذات خود تو ریاست کے خلاف کوئی شکایت نہیں ہے۔ وہ ہر طرح آہم و آسانس کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اپنے تمام حقوق سے بخوبی مددہ اٹھا رہے ہیں۔ لیکن خلیفہ قادیانی کے کہنے سے انہوں نے کشمیر میں فتنہ کھڑا کر دیا ہے۔ اس کا حقیقی جواب وہی دے سکتے ہیں اور سمجھ سکتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کی دشمنی کے پردے میں ”زمیندار“ ان کے ساتھ کسی شرمناک غداری کا مرتکب ہو رہا ہے۔ اور ان کے حقوق اور مفاد کو نقصان پہنچانے کی مظلومیت اور ذلت میں اٹھانے کرنے اور انہیں اپنے جائز حقوق سے محروم رکھنے کے لئے کس قدر قابل مذمت چال چل رہے ہیں۔

”زمیندار“ کی افترا پردازی کی حقیقت

اب ”زمیندار“ کی اس افترا پردازی کی حقیقت بھی سن لیجئے۔ کہ ”جب (مسلمانان کشمیر کو حقوق طبعی پر آمادہ کرنے کے بعد) مسلمانوں کے ایک طبقہ تک خلیفہ جی کو رسائی ہوگئی۔ تو اب اپنے ان کے ایمان پر ڈاکے ڈالنے کے لئے ان میں پوسٹر تقسیم کرنے شروع کر دیے۔ چنانچہ حال ہی میں آپ نے ایک پوسٹر ”دلے ایمان“ کے عنوان سے نکالا ہے۔“

اس کے متعلق ہی اول تو ہم مسلمانان کشمیر سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا جب سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایہ اللہ تعالیٰ نے انکی امداد کے لئے ہاتھ بڑھایا ہے۔ اور دن رات ان کے مصائب اور آلام کے انداز میں مصروف ہیں۔ اس وقت سے لیکر اس وقت تک کوئی تبلیغی پوسٹر ان میں تقسیم کیا گیا ہے؟ اور کیا ”دلے ایمان“ نام کا پوسٹر حال ہی میں ان کے پاس پہنچا ہے؟ اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ تو وہ خود بخود فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ زمیندار نے کتنی بڑی دروغ گوئی سے کام لیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک اہم اعلان

اس نے کہ کوئی پوسٹر یا ناکو آگ نہ لے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایہ اللہ تعالیٰ تو حال ہی میں اخبارات میں یہ اعلان شائع فرما چکے ہیں۔

”مجھے متعدد خطوط بعض دوستوں کی طرف سے ملے ہیں۔ کہ یہ مشہور کیا جا رہا ہے۔ کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے پردہ میں احمدیت کی تبلیغ کی جا رہی ہے۔ اور یہ کہ ایک پوسٹر بھی اسی رنگ میں شائع کیا گیا ہے۔ اس کے جو اچھے اثر یہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ میری طرف سے یا احمدیہ جماعت کی طرف سے نہ کوئی ایسا پوسٹر شائع کیا گیا ہے۔ نہ خطوط لکھے گئے ہیں اور نہ ہی کوئی اور ایسا طریق اختیار کیا گیا ہے۔ جس میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے کام کو پیش کر کے تبلیغ احمدیت کی گئی ہو۔ میرے نزدیک ایسا فعل یقیناً بددیانتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم اس بددیانتی سے محفوظ ہیں۔“

میں اس افسانہ کے ساتھ سب احمدیوں کو نصیحت بھی کرتا ہوں۔ کہ کشمیر کی مذمت ایک انسانی ہمدردی کا فعل ہے۔ اس مذمت کو کسی ایسی غلطی سے جو بددیانتی کا رنگ رکھتی ہو۔ غراب نہ کریں۔ اور دوسرے مسلمانوں کے دل کو پوری تندی سے قائل برادران کشمیر کے نفع کو مد نظر رکھ کر سب کام کریں۔“ (انقلاب، اکتوبر)

ان حالات میں ”زمیندار“ کی دروغ گوئی اور بھی زیادہ قابل مذمت ہے۔ ”زمیندار“ کا پیش کردہ پوسٹر کب شائع ہوا؟ اصل بات یہ ہے۔ کہ جس پوسٹر کو ”زمیندار“ نے اس وقت حال ہی کا قرار دیکر پیش کیا ہے۔ وہ فروری ۱۹۳۱ء میں شائع کیا گیا۔ اور اس کے شائع ہونے کے کئی دن بعد، راج ۱۹۳۱ء کے ”افضل“ میں بھی درج کیا گیا۔ ظاہر ہے۔ کہ اس وقت تک موجودہ کشمیر راجی کمیشن کا آغاز بھی نہ ہوا تھا۔ اور نہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی معرض وجود میں آئی تھی۔

”زمیندار“ میں اگر دیانتداری کا ایک ذہن بھی ہوتا۔ اور وہ ہماری عداوت اور مسلمانان کشمیر کی نقصان رسانی کے ناپاک جذبات سے بالکل اندھانہ ہو چکا ہوتا۔ تو اس کے لٹو آج سے ۹ ماہ قبل کے پوسٹر کو ”حال ہی“ کا قرار دینا ممکن نہ تھا۔ پھر یہ عجیب غریب شے کہ ایک اعلان کے دو شائع کیا گیا تھا۔ وہ شخص جس کی نظر سے آجکل ”زمیندار“ کا کوئی پرچہ گزرا ہوگا۔ وہ اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ ”زمیندار“ کبھی میں کس طرح ہمدن مصروف ہے۔ اور اوپر جو کچھ پیش کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ وہ کس طرح دروغ گوئی اور کذب بیانی سے کام لے رہا ہے۔ اس کی غرض محض یہ ہے۔ کہ مسلمانان کشمیر کے راجھن انسانی ہمدردی اور تعلقات اخوت کی بنا پر جو کچھ کیا جا رہا ہے۔ اسے نقصان پہنچائے۔ زمیندار کا یہ عقصد جس قدر قابل مذمت ہے۔ اس کی نسبت کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

ہندوؤں کو طلاق متعلق مشہور

ملاپ ۱۵ اکتوبر کا بیان ہے۔ کہ۔
”جسٹ گھیا نے ایک ہندو نوجوان سنت لعل نے اپنی بیوی کو اس بنا پر طلاق دیدیا ہے۔ کہ اس کی عورت کا اپنی ماس کے ساتھ ہر وقت لڑائی جھگڑا رہتا تھا۔ اس لڑائی جھگڑے سے تنگ آکر اس

شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی۔“
”ملاپ“ یا کسی اور ہندو آقا اخبار میں ہماری نظر سے اس کے خلاف کوئی ایک لفظ بھی نہیں گزرا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندو اگرچہ خوشی سے نہیں۔ بلکہ مجبور ہو کر اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں دیکھتے کہ مسئلہ طلاق کو جس ذمہ ہمیشہ اعتراض کرتے رہے ہیں۔ اسے اپنے ہاں بھی رواج دیں۔ اور اس بارے میں اپنے دہرم کے حکم کو پوسٹ پشت ڈال دیں۔ جو یہ ہے۔ کہ خواہ حالات کیسے ہی خطرناک صورت اختیار کر لیں۔ جو عورت و مرد بحیثیت میاں بیوی زندگی بسر کر چکے وہ سوائے موت کے عملیہ نہیں ہو سکتے۔ یہی وجہ ہے۔ ہندو دہرم میں انکی علیحدگی کے مفہوم کو ادا کرنے والا کوئی لفظ نہیں۔ اور اس کے لئے بھی انہیں اسلامی اصطلاح استعمال کرنی پڑتی ہے۔

اب جبکہ ہندو اسلام کے اس مسئلہ پر عمل کرنے کے لئے مجبور ہو رہے ہیں۔ اور اپنے دہرم میں اس کے متعلق نہ صرف کوئی ہدایت نہیں پاتے۔ بلکہ اس کی ممانعت دیکھتے ہیں۔ تو ہم انہیں یہ بھی کہہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ اسلام نے چھوٹی چھوٹی باتوں پر طلاق سے قطعاً روکا۔ اور اصلاح کی انتہائی کوشش کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور جب کوئی صورت اصلاح کی نہ رہے۔ اس وقت طلاق کو جائز قرار دیا ہے۔ ہندوؤں کو بھی اس بارے میں یہی طریق اختیار کرنا چاہیے۔ ورنہ بات بات پر طلاق دینے سے بھی ان کے لئے بے حد معاشرتی مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ اور وہ ایک گڑھے سے نکل کر دوسرے میں جاگیریں گے۔

ہندوؤں کی لڑنے منیکے لڑتیا

وہ ہندو جو گاندھی جی کی لیڈی کو جواب دے رہے۔ اور ان کی روش کو اپنے لئے نقصان رسان بتا رہے ہیں۔ انہیں جواب دیتا ہوا پرتاب (۱۴ اکتوبر) لکھتا ہے۔
”ہندوؤں کو یاد رکھنا چاہیے۔ کہ ان کا یہی خواہ وہی ہے۔ جو ان کو دیش اور جاتی دونوں کے ادھیکاروں پر لڑنے مرنے کو کہتا ہے۔“

گاندھی جی کی سب سے بڑی خصوصیت یہ بیان کرنا کہ وہ ہندوؤں کو ملک اور قوم کے لئے لڑنے مرنے کے لئے کہتے ہیں۔ جہاں یہ ظاہر نہیں۔ کہ گاندھی جی کا عدم تشدد محض ایک وقتی چال ہے۔ جو گورنمنٹ کا تشدد سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہ رکھنے کی وجہ سے اختیار کی گئی ہے۔ وہاں ہندوؤں کی ذہنیت کا بھی یہ لگ سکتا ہے۔ کہ وہ انسی شخص کو اپنا لیڈر مانتے ہیں۔ جو انہیں دوسروں سے لڑنے مرنے کے لئے کہے۔ اور جب وہ سو قدر کھیں گے۔ اس پر عمل کرنا شروع کر دیں گے۔

کیا انہیں مسلمانوں کے لئے کوئی خطرہ نہیں؟ اور انہیں اپنی ممانعت کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت نہیں؟

خاتم النبیین کے معنی

مولوی صاحب موصوف نے ان دو حدیثوں کے علاوہ وہ حدیث بھی پیش کی ہے جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں خاتم النبیین ہوں۔ مگر الفاظ خاتم النبیین کے وہ معنی نہیں جو انہوں نے سمجھے۔ دراصل خاتم کے معنی مصدق کے ہیں۔ مجمع البیاض میں لکھا ہے اوتیت جوامع الکلمہ وخواتمہ ای القرآن ختمت بہ الکتب السماویۃ وهو حجة علی سائرہا ومصدق لہا (جلداول ۲۲۹)

یعنی جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں اسی طرح قرآن مجید خاتم الکتب ہے۔ ان معنوں میں کہ وہ مصدق آیت ہے۔ پس اس حوالے سے ثابت ہو گیا کہ خاتم النبیین کے معنی مصدق کے ہیں۔ نہ کہ روکنے یا بند کرنے والے کے۔ اس لئے مطالب یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ خاتم النبیین یعنی انبیاء کے مصدق ہیں جس نبی پر آپ کی تصدیق ہو وہ نبی بن سکتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سابقین پر ایمان لانا۔ اور ان کا پورا پورا پیمانہ آپ کی وساطت سے بشرط کو دیا۔ اور بعد کے لئے بھی یہ حکم دیدیا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ لیکن اگر خاتم النبیین کے معنی منقطع کرنے والے کے ہی لئے جائیں تو انبیین کا ال ضروری نہیں۔ امتیازی ہو۔ کیونکہ انبیین کا لفظ قرآن مجید میں دوسری جگہ بھی آیا ہے۔ مگر وہاں سائے نبی مراد نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یقتلون النبیین۔ یہ وہ انبیاء کو قتل کیا کرتے تھے۔ اب کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا کہ یہود نے تمام نبیوں کو قتل کیا۔ اسی طرح خاتم النبیین کے یہ معنی بھی کئے جاسکتے ہیں۔ کہ آپ نے بعض قسم کے نبیوں کو روک دیا مثلاً تشریح نبوت اولوں کو یا ایسوں کو جو براہ راست درجہ نبوت حاصل کریں لیکن آپ کی اطاعت اور غلامی میں نبوت مل سکتی ہے۔

یہ حال یہ خیال کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد درود نبوت بند ہو چکا۔ بالکل باطل اور لغو خیال ہے۔ قرآن اور احادیث اور امت محمدیہ کے بہترین افراد اس عقیدہ کی نفی کا اعلان کر رہے ہیں اور درحقیقت امت محمدیہ کی شان بھی اسی ہے۔ کہ اس میں جہاں صلحاء و اولیاء شہداء اور اعدا قایم ہیں۔ وہاں ایسے بھی انسان ہیں جو خدا سے شرف مکالمہ و مخاطبہ حاصل کر کے نبی بن جائیں۔ تا امت محمدیہ تعالیٰ میں خیر الامم کہلائے گا۔

تیسرے ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم افضل الامل ہیں۔ اور یہ کہ امت محمدیہ تمام امتوں پر فوقیت رکھتی ہے۔ مگر عقیدہ وہ ہکتے ہیں جس کے تحت نہ صرف امت محمدیہ خیر الامم نہیں کہلاتی بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدر پر بھی حوت آتا ہے۔ اگر امت موسوی میں باوجود کئی درجہ ہونے کے اللہ تعالیٰ کے انبیاء آسکتے ہیں۔ تو کیوں امت محمدیہ میں ضرورت کے وقت نبی نہیں آسکتے۔ حق یہی ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور امت محمدیہ کی فوقیت اسی میں ہے۔ نہ کہ ضرورت کے وقت امت محمدیہ

امت محمدیہ میں امکان نبوت

شہ کے ایک مولوی صاحب کے بعض اعتراضات کے جواب ایک گزشتہ پرچم میں شائع کئے جا چکے ہیں۔ آج کی صحبت میں ان کے تفسیر اعتراضات کا جواب دیا جاتا ہے۔

عاقب کے معنی

مولوی صاحب نے ختم نبوت کے ان معانی کی تائید میں جو با نبوت کو کلیتہً سد روکنے والے ہوں۔ ایک یہ حدیث بھی پیش کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں عاقب ہوں۔ اور پھر خود ہی فرمایا۔ عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی اور نبی نہ آسکے۔

چنانچہ لکھتے ہیں۔

”دوسری صحیح حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ کاتبی یعنی میرا نام عاقب، اور عاقب وہ ہے جس کے بعد اور نبی نہ آئے۔“ اس حدیث کے متعلق یاد رکھنا چاہیے۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۳، ص ۳۷۴ میں اس کی تشریح میں لکھا ہے۔

”لنظاہر ان هذا تفسیراً للنصحاء اوسن بعدہ کا وہی شرح مسلم قال ابن الاعرابی العاقب الذی یخلف فی الخیرین کان قبلاً ومنہ عقب الرجل لولہ ۱۰ یعنی العاقب کی یہ تفسیر کہ اللہ ہی لیس بعدہ کاتبی یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمودہ نہیں۔ بلکہ کسی صحابی یا تابعی کی ہے۔ اور شرح مسلم میں علامہ ابن عربی نے لکھا ہے۔ کہ عاقب اس کو کہتے ہیں جو اپنے دروگہ کے محامد و اوصاف کا جامع ہو۔“

اس سے واضح ہو گیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف یہ فرمایا تھا۔ کہ میں عاقب ہوں۔ اگلی تشریح کسی نے خود کر لی۔ درگزر عاقب کے یہ معنی نہیں۔ بلکہ یہ ہیں۔ کہ اپنے اسلاف کے محامد اور اوصاف کا جامع انسان۔

حضرت عمر اور نبوت

دوسری حدیث مسند اجرائے نبوت کے خلاف یہ پیش کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لو کان بعدہ نبی لکان عمرو بن الخطاب۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا۔ تو حضرت عمر بن خطاب ہوتے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ نبی کوئی نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ اگر اس کا یہی مطلب ہوتا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کا امکان ہی نہیں۔ تو پھر آپ ہرگز اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات پر یہ نہ فرماتے۔ کہ لو عاش ابراہیم لکان نبیاء

ابراہیم اگر زندہ رہتا۔ تو ضرور نبی ہوتا۔ اگر لو کان بعدہ نبی ہوتے۔ یعنی طور پر ہر قسم کی نبوت کا انقطاع مراد تھی۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لکان نبیاء سے اپنے بچے کی نبوت کا امکان کیونکر بیان فرما سکتے تھے۔

پھر اگر لو کان بعدہ نبی لکان عمرو بن الخطاب ثابت ہو سکتی ہے۔ کہ امت محمدیہ میں کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ تو یہ جو حدیث آئی ہے۔ کہ رجال یکلمون من غیر ان یکنون انبیاء فان یکن فی امتی منہم احد فعمور یعنی کئی ایسے نفوس طیبہ ہیں جو باوجود اس کے کہ نبی نہیں ہوتے۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ ان سے ہم کلام ہوتا ہے۔ مگر میری امت میں کوئی ایسا ہو۔ تو وہ عمر ہو۔ یہ حدیث اور لو کان بعدہ نبی لکان عمرو بن الخطاب کی حدیث بالکل یکساں اور مطابق ہے۔ پس اگر اس حدیث کو یہ توجیہ کالاجا سکتا ہے۔ کہ امت محمدیہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ تو اس حدیث کے جو بیحدہ ہی رنگ کی ہے۔ یہ نتیجہ نکالنا پڑے گا۔ کہ امت محمدیہ میں حضرت عمر کے سوا کوئی محدث بھی نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اللہ تعالیٰ کسی سے ہم کلام ہو سکتا ہے۔ حالانکہ یہ امت محمدیہ کے متفقہ عقیدہ کے خلاف ہے۔ پس اگر وہ حدیث محدثین کے آنے میں مانع نہیں۔ تو یہ حدیث کسی نبی کے آنے میں بھی مانع نہیں ہو سکتی۔

حدیث غریبہ

تیسری بات قابل غور یہ ہے۔ کہ یہ حدیث غریبہ۔ اور جو مشرعی بن ہان اور عقبین عامر نے روایت کیا ہے۔ مسند احمد وغیرہ میں بھی یہی روایت ہیں۔ ان کے سوا اور کسی نے روایت نہیں کی۔ پس اس کا غریب ہونا بھی اس کے منہوم کو محذور شہنا ہ ہے۔

اصل مطلب

اصل بات یہ ہے۔ کہ نبوت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک بعدہ منقلد اور ایک بعدیت منقلد لو کان بعدہ نبی لکان عمرو بن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دونوں مراد لے سکتے تھے۔ منقلد تو یوں مراد نہیں ہو سکتی۔ کہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ معنی کو جو آخری زمانہ میں آنے والا تھا۔ نبی اللہ فرما دیا وہی بعدیت منقلد۔ سو وہ اس موقع پر چسپاں ہو سکتی ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا یہی مطلب ہے۔ کہ اگر میرے بعد نبوت کی ضرورت ہوتی۔ جسے اپنے انبیاء کے وقت ہوتا ہا۔ تو عمر بن خطاب ہی یہ خصوصیت ہوتی۔ کہ وہ نبی بن سکتے۔ لیکن چونکہ میری قوت قدر یہ ہے۔ انبیاء سے بہت زیادہ زبردست ہے۔ پس لئے میرے معاً بعد کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا۔

مولوی صاحب نے ان دو حدیثوں کے علاوہ وہ حدیث بھی پیش کی ہے جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں خاتم النبیین ہوں۔ مگر الفاظ خاتم النبیین کے وہ معنی نہیں جو انہوں نے سمجھے۔ دراصل خاتم کے معنی مصدق کے ہیں۔ مجمع البیاض میں لکھا ہے اوتیت جوامع الکلمہ وخواتمہ ای القرآن ختمت بہ الکتب السماویۃ وهو حجة علی سائرہا ومصدق لہا (جلداول ۲۲۹) یعنی جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں اسی طرح قرآن مجید خاتم الکتب ہے۔ ان معنوں میں کہ وہ مصدق آیت ہے۔ پس اس حوالے سے ثابت ہو گیا کہ خاتم النبیین کے معنی مصدق کے ہیں۔ نہ کہ روکنے یا بند کرنے والے کے۔ اس لئے مطالب یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ خاتم النبیین یعنی انبیاء کے مصدق ہیں جس نبی پر آپ کی تصدیق ہو وہ نبی بن سکتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سابقین پر ایمان لانا۔ اور ان کا پورا پورا پیمانہ آپ کی وساطت سے بشرط کو دیا۔ اور بعد کے لئے بھی یہ حکم دیدیا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ لیکن اگر خاتم النبیین کے معنی منقطع کرنے والے کے ہی لئے جائیں تو انبیین کا ال ضروری نہیں۔ امتیازی ہو۔ کیونکہ انبیین کا لفظ قرآن مجید میں دوسری جگہ بھی آیا ہے۔ مگر وہاں سائے نبی مراد نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یقتلون النبیین۔ یہ وہ انبیاء کو قتل کیا کرتے تھے۔ اب کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا کہ یہود نے تمام نبیوں کو قتل کیا۔ اسی طرح خاتم النبیین کے یہ معنی بھی کئے جاسکتے ہیں۔ کہ آپ نے بعض قسم کے نبیوں کو روک دیا مثلاً تشریح نبوت اولوں کو یا ایسوں کو جو براہ راست درجہ نبوت حاصل کریں لیکن آپ کی اطاعت اور غلامی میں نبوت مل سکتی ہے۔

تاریخ اسلام

جنگ اعزاز غزوہ خندق

یہ جنگ نہایت اہم اسلامی جنگوں میں سے ہے کیونکہ اس میں عرب کے قریباً تمام خونخوار اور وحشی قبائل اکٹھے ہو کر اس ارادہ سے مدینہ پر حملہ آور ہوئے تھے۔ کہ مسلمانوں کا نام و نشان مٹا کر کھدیں اور مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں

لڑائی کے اسباب

یہود بنو نضیر کے مدینہ سے اخراج کا واقعہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ جو یہاں سے نکل کر خیبر میں جا آباد ہوئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان ظالموں سے رنج و ملوک تھا۔ کہ بجائے ان کی گردنیں اڑا دینے کے انہیں اپنا مال و اسباب لے کر نکل جانے کی اجازت دیدی۔ لیکن ان احسان فراموشوں نے بجائے اس احسان کی قدر کرنے کے ان مسلمانوں کے خلاف خرفناک سازشیں شروع کر دیں

حملہ آور قبائل

بنو نضیر کے روسا کہ پہنچے۔ اور وہاں جا کر قریش کو مسلمانوں کے خلاف پورے جوش کے ساتھ اکسایا۔ اور یہ امر کسی وصاحت کا محتاج نہیں۔ کہ قریش کو مسلمانوں پر چڑھائی کرنے کے لئے آواز کرنا چنداں مشکل کام نہ تھا۔ اس کے بعد انہوں نے قبیلہ عطفان کو اس سازش میں شریک کیا۔ قبیلہ بنو اسد عطفان کا حلیف تھا۔ اور بنو سلیم قریش کے قرابت دار تھے۔ اس لئے یہ بھی اس جنگ میں شمولیت پر تیار ہو گئے۔ بنو سعد بنو نضیر کے حلیف تھے۔ اس لئے یہود نے انہیں بھی ساتھ تیار کر لیا۔ اس کے علاوہ مدینہ کے یہود بنو نضیر سے باوجود مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ رکھنے کے کفار کے ساتھ مل گئے۔ اور اس طرح مسلمانوں کے لئے ایک نئی خطرہ بھی پیدا ہو گیا۔ غرض کہ عرب کے قریباً تمام جنگجو قبائل کا ایک لشکر جبار تیار ہو کر مدینہ کی طرف بڑھا۔ اس لشکر کی تعداد بعض کے نزدیک تو دس اور پندرہ ہزار کے درمیان تھی مگر بعض نے چوبیس ہزار بیان کی ہے۔ اور اس تمام فوج کا کمانڈر نجیف ابوسفیان تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدافعتانہ جدوجہد

جو شخص بھی تاریخ اسلام کو غور سے پڑھے گا وہ اس حقیقت کے اعتراف پر مجبور ہو گا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم جاسوسوں کی نہایت بردہست تھا۔ اور یہ آپ کی بیدار مغزی اور روشن دماغی کی بین دلیل ہے۔ یہ لشکر ابھی مکہ سے نکلا ہی تھا۔ کہ آپ کو اطلاع ہو گئی اور آپ نے مدافعت کا انتظام کرنے کے لئے صحابہ کرام کی ایک مجلس مشاورت منعقد فرمائی جس میں حضرت سلمان فارسی بھی مدعو تھے۔ انہوں نے اپنے ہاتھ کے طریق جنگ کے مطابق خندق کھود کر مدینہ کی حفاظت کا

مشورہ دیا۔ چنانچہ یہ رائے پسند کی گئی۔ مدینہ کے تین طرف مکانات کا سلسلہ یا درخت اور چٹانیں وغیرہ ہونے کے سبب اس طرف سے حملہ کا کوئی امکان نہ تھا۔ اس لئے شامی سرخ کی جانب خندق کھودی گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اس کے نشانات لگائے اور دس دن صحابہ کی جماعت پر دس گز زمین تقسیم کر دی گئی۔ اس کی گہرائی ۵ گز رکھی گئی۔ اور یہ کم و بیش میں روز میں مکمل ہوئی۔ اس کی کھدائی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی دیکھی تھی۔ اس کے ساتھ مزدوروں کی طرح کام کیا۔ کھدائی کے چونکہ مسلمانوں میں اکثر لوگ ایسے تھے جو اپنی روز کی روٹی روز گزارتے تھے۔ اور اس عرصہ میں وہ کوئی اور کام نہ کر سکے۔ اس لئے اس سخت مشقت کے دوران میں ان پر کئی کئی فائدے گزر گئے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بھوک کی وجہ سے حکم مبارک پر وہ پتھر باندھ رکھے تھے۔

انصار کا جوش ایمانی

کفار نے جب خندق کو دیکھا۔ تو وہ بہت جزبہ ہوئے۔ اور کوئی اور چارہ کار نہ دیکھ کر محاصرہ کر لیا۔ چونکہ خندق کو عبور کرنا ان کے لئے مشکل تھا۔ اس لئے وہ باہر سے ہی تیر اور پتھر برساک مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے رہتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے مختلف حصوں پر پتھروں سے تھوڑے مسلمان متعین کر رکھے تھے۔ جو ان کا مقابلہ کرتے رہتے۔ لیکن محاصرہ کی شدت سردی کی مصیبت اور فاقہ کشی کی کزدوری نے مسلمانوں کو سخت نڈھال کر رکھا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال ہوا کہ انصار کہیں بد دل نہ ہو جائیں۔ اس لئے ان کی قلبی کیفیت کا اندازہ لگانے کے لئے آپ نے ان کے روسا کو بلا کر تجویز کی۔ کہ بنو عطفان کو مدینہ کی پیداوار کا کچھ حصہ دینا کہ اس مصیبت سے نجات حاصل کرنی جائے لیکن آفرین ہے ان کی ایمانی جرأت اور حوصلہ نہایت پر کہ انہوں نے جواب دیا۔ ہم نے کبھی شرک کی حالت میں کسی کو ایک جبر نہیں کیا۔ اور اب تو اسلام نے ہمارا پارہ بہت بلند کر دیا۔ اگر وہی الہی ہو۔ تو ہمیں کوئی غدار نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو دراصل ان کی قلبی کیفیت ہی معلوم کرنا چاہتے تھے۔ اس جواب سے بہت خوش ہوئے۔

خندق کا عبور

کفار نے بھی یہ دیکھ کر کہ محاصرہ سے چنداں فائدہ نہیں ایک دن عام حملہ کا انتظام کیا۔ اور عجب کے بڑے بڑے مشہور اور نامور سپاہی گھوڑوں اور زور پر ایک جگہ جہاں کو خندق کا عرض کم تھا۔ پار ہو گئے۔ پار ہو بیوہ لوں میں ہر دوں عبد جو ایک ہزار سوار کے برابر مانا جاتا تھا۔ ہزار۔ نوزل۔ اور جیرہ وغیرہ تھے۔ عمر بن عبدود جنگ بدر میں زخمی ہو چکا تھا۔ اور اس نے عہد کیا تھا۔ کہ جب تک بدلہ نہ لے لوں گا۔ یہاں میں تیل نہ ڈالوں گا۔ یہ شخص خندق کو عبور کر کے آگے بڑھا۔ اور مبارک طلب کیا۔

حضرت علی اور عمر بن عبدود کا مقابلہ

حضرت علیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے اس کے مقابل برائے۔ حضور نے آپ کو اپنی تلوار عنایت فرمائی۔ اور دعا کی حضرت علیؓ نے عمر سے فرمایا۔ میں نے سنا ہے۔ تم نے اعلان عام کر رکھا ہے۔ کہ کوئی شخص اگر تم سے دو باتیں کہے۔ تو ایک مزدور بنے ہو۔ اور اس کے لواحق پر کہا۔ میں تمہیں کہتا ہوں۔ مسلمان ہو جاؤ۔ اس نے انکار کیا۔ اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا۔ کہ اچھا پھر مجھ سے جنگ کر اس نے آپ کا نام و نسب پوچھا۔ اہ مسلم ہوئے پر کہا۔ جیسے تم ابھی بچے ہو۔ میں تمہارا خون گرانہا نہیں چاہتا۔ اس لئے کسی بڑے کو بھیج دو نے فرمایا۔ میں تمہارا خون گرانے کو تیار ہوں۔ اس پر وہ غضب ناک ہو کر گھوڑے اترے۔ اور اس کی کتھیں کاٹ ڈالیں۔ اور حضرت علیؓ پر حملہ کیا۔ تلوار سپر کا کاٹی ہوئی پیشانی کو زخمی کر گئی۔ ساتھ ہی حضرت علیؓ نے حملہ کیا اور آپ کی تلوار اس کے شانہ کو کاٹی ہوئی بچے لڑ گئی۔ اور عمر بن عبدود کا کام کر گئی۔ وہ وہیں ٹھنڈا ہو گیا۔ نوزل کو بھی حضرت علیؓ نے قتل کر ڈالا۔ اور باقی پھر خندق پھانڈ کر بھاگ گئے۔

لشکر کفار میں انتشار

نصیم بن مسعود ثقی ایک عظیم الشان رئیس تھے۔ جو دل سے مسلمان تھے۔ مگر کسی کو اس کا علم نہ تھا۔ انہوں نے جا کر یہود بنو نضیر اور قریش کو الگ الگ ایسی پٹی پڑھائی۔ کہ ان میں پھوٹ پڑ گئی۔ اگلے دن جب قریش نے انہیں کھلا بھیجا۔ کہ تم اندر سے حملہ کرو۔ اور ہم باہر سے کریں گے۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ اس کے علاوہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسے سامان پیدا ہو گئے۔ کہ ایک ٹٹ ایسی شدید آندھی آئی۔ کہ کفار کے خیمے اکھڑ کر گر گئے۔ چوہوں پڑنا یاں اور درگچیاں الٹ گئیں۔ سامان زبردستی ختم ہو رہا تھا۔ اور اس قدر جرات لشکر کو آخر حوصلہ خوراک بہم پہنچانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ اور سردی سخت تھی۔ اور محاصرہ میں کوئی کامیابی نظر نہ آتی تھی۔ یہود کو علیحدگی سے آواز بھی جو صلیب پر تھیں۔ اور ہر طرف سے بد دل ہو کر ابوسفیان نے اپنے لشکر کو دلہی کا حکم دیدیا۔ دوسرے قبائل بھی اس کے ساتھ ہی روانہ ہو گئے۔ اور اس طرح کم و بیش ایک ماہ کے بعد مدینہ کے افق سے خطرات و خدشات کے خوفناک بادل محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے خود بخود چھٹ گئے۔

اس سحر میں چونکہ دست بدست لڑائی کی نوبت نہ آئی تھی۔ اس لئے مسلمانوں کا جانی نقصان بہت کم ہوا۔ شہداء کی تعداد پانچ چھ سے زیادہ نہ تھی۔ لیکن انصار کے رئیس حضرت سعد بن معاذ کی کلائی میں تیر لگنے کی وجہ سے زخمی ہو گئے۔ اور لڑائی کے بعد اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علاج معالجہ میں حاصر و ہتمام کیا۔ مگر آپ جان نہ سہ سکے۔



حقیق اللویان صد کے محقق کی قرآن دانی ہیوں کی محقق کی ان

تیار تھ کا چودھواں باب

باقی آریہ ساج نے تیار تھ پر کاشی پورہ میں باب میں قرآن مجید کی آیات پر اعتراضات کئے ہیں۔ ان اعتراضات کا جواب دینے کی بجائے اگر معترضین کی نابجہی اور نادانانہ اقصیت ثابت کر دی جاوے۔ تو اس سے بھی اعتراضات کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔ اسی بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم وقت تیار تھ پر کاشی پورہ کے مصنف اور خود ساختہ محقق کی علیحدت اور قابلیت پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔

ہیں سخت افسوس ہے۔ کہ گو سوامی دیانند نے اپنے آپ کو ایک محقق کی حیثیت میں ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر انہوں نے اکثر جو قرآن مجید پر اعتراض کرتے ہوئے اسی خطرناک غلطیاں کی ہیں جو معمولی عقل و فہم کا انسان بھی نہیں کر سکتا۔ اور اگر وہ حق پسندی کو ذرا بھی سمجھتے۔ اور ان کی عزت اندھا دھند اسلام پر اعتراض کرنا نہ ہوتا تو یقیناً اس قدر فاش لوٹتے ان سے سرزد نہ ہوتیں۔

بر حال ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ انیسویں صدی کے ہرشی دیانند ہی جب ایک محقق کی حیثیت میں اسلام کے متعلق تحقیقات کرنے کے لئے آمادہ ہوئے۔ تو اس وقت اپنے تصدب اور کم علمی کا دنیا میں کیسا خطرناک مظاہرہ کرتے ہیں۔

قرآنی آیات کا غلط ترجمہ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اپنے کلام کو متحدی زبان میں کفار کے سامنے پیش فرماتے ہوئے اور یہ صلیح کرتے ہوئے کہ اگر یہ انسانی اعتراض ہے تو اس کی مثل تم بھی تیار کر دکھاؤ۔ فرماتا ہے۔ فان لم تعقلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار الی وقورھا الناس والنجارۃ اعدا لکم فیہا۔ اگر تم ایسا نہ کر سکو۔ اور یقیناً نہ کر سکو گے۔ تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ اور جو محض کفار کے لئے تیار کی گئی ہے۔

عربی عبارت بالکل صاف اور سہل ہے۔ مگر سوامی دیانند جی اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔

”اگر ایسا نہ کر دے گے۔ تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی ہے اور کافروں کے لئے پتھر تیار کئے گئے ہیں“ (اعتراف ص ۱۵۷)

کہاں یہ ترجمہ کہ اس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اور کہاں یہ کہ کافروں کے لئے پتھر تیار کئے گئے ہیں۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ سوامی جی کے سامنے قرآن مجید کا کوئی معمولی ترجمہ بھی نہیں تھا۔ اور جو کچھ انہیں شائبہ ان کے جی میں آیا دیکھتے گئے۔ اور پھر اس پر اعتراضات کرتے گئے ہیں عقل و دانش بیاں در گریست

حضرت صالح علیہ السلام کا نام

یہ ترجمہ کی کیفیت تھی۔ اب قرآن مجید کی تفسیر ملاحظہ ہو حضرت صالح علیہ السلام سے مخالفین کہتے ہیں
وما انت الا بشئ مثلنا فانت بائۃ ان کنت من الصادقین قال صدقہ ناقۃ لھا شریک و لکم شریک یوم معلوم۔

اس کا ترجمہ سوامی جی کا پیش کردہ یہ ہے۔
”مرت تو آدمی مانند ہمارے ہے۔ پس لے آکھہ نشانی اگر ہے تو سچا۔ کہا یہ اونٹنی ہے۔ اس کو پانی پینا ہے ایک دفعہ“
ترجمہ بھی اگرچہ بالکل بے معنی اور سرسراہٹ ہے۔ مگر اس پر جو اعتراض کیا گیا ہے۔ وہ نہایت ہی مضحکہ خیز ہے۔ لکھا ہے۔
”کیا بات قابل تسلیم ہے۔ کہ پتھر سے اونٹنی نکل لے۔ جو بکے لوگ جھگی تھے۔ انہوں نے ایسی باتیں مان لیں۔“ (اعتراف ص ۱۱۵)
حالانکہ قرآن مجید میں کسی جگہ بھی یہ ذکر نہیں۔ کہ مخالفین نے پتھر سے اونٹنی نکلنے کا مطالبہ کیا اور پھر یہ مطالبہ پورا کیا گیا۔ بلکہ ترجمہ تو یہ ہے۔ کہ جو ترجمہ خود سوامی جی نے کیا۔ اس میں بھی کہیں ذکر نہیں کہ پتھر سے اونٹنی نکل آئی۔ جب قرآن مجید میں ایسا ذکر نہیں۔ تو خود بخود ایسا نظریہ قائم کرنا بالکل نادرست اور بے

دوزخیوں کا قول

اور سنے۔ قرآن مجید میں لکھا ہے۔ دوزخی جب دوزخ کے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ اور وہ ان لوگوں کو دیکھیں گے۔ جنہوں نے انہیں گمراہ کیا۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کریں گے۔ ربنا آتھم ضعفین من العذاب والعنھم لعنا کبر۔ اے خدا تو ان لوگوں کو وہ گنا عذاب دے کیونکہ اول یہ خود گمراہ ہوئے۔ اور پھر انہیں گمراہ کیا۔
اس پر سوامی جی عقل و ہوش کو بالائے طاق رکھتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”پیغمبر صاحب و غیرہ کیسے ایذا رسال ہیں۔ کہ خدا سے اپنے مخالفوں کے لئے دگنا عذاب دینے کی دعا مانگتے ہیں۔ اس سے ان کی خود غرضی اور بددستی کا کافی ثبوت ملتا ہے۔ اسی لئے اب تک مسلمانوں میں بہت سے شریر لوگ ہیں۔ کہ دوسروں کو تنگ کرنے سے بالکل نہیں جھکتے۔ یہ پھر بغیر تعلیم و تربیت کے انسان حیوان کے مانند ہوتا ہے۔“ (اعتراف ص ۱۲۵)
کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ قرآن مجید تو کہے۔ کہ جب نبی خدا سے عرض کریں گے۔ کہ جن لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ انہیں دو گنا عذاب دے پھر سوامی جی اتنی معمولی بات بھی نہ سمجھ سکیں۔ اور اس قول کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور ان کی جہالت اور نادانی کے تو خود مرتکب ہوں۔ لیکن حملہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات پر کریں اور مسلمانوں کو شریر قرار دیں۔ حالانکہ بہت بڑی شراوت کے وہ خود مرتکب ہوئے۔

دن سہادی اول۔ اور ان کے ساتھ ایک سیکور

کفار مکہ کی اس بیہودگی کا ذکر فرماتا ہے۔
لے بیٹیاں قرار دے لیں۔ حالانکہ خدا ان بیٹھیوں کی اختراع سے بلا ہے۔ چنانچہ بھانڈا کھنڈا اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید فرمائی۔ مگر سوامی جی کس عجیب انداز میں رقمطراز ہیں۔

”اللہ کو بیٹیوں کی کیا ضرورت ہے۔؟ یہ تو انسان کو چاہیں اللہ کے لئے بیٹھے قائم کیوں نہیں کئے گئے۔“ (اعتراف ص ۱۱۵)
وہ سوامی جی خوب سمجھے۔ بھلا کب قرآن نے کہا تھا۔ کہ خدا کو بیٹیوں کی ضرورت ہے۔ کب اسلام کا یہ عقیدہ ہوا۔ کہ خدا بھی بیٹھے کسی مسلمان نے یہ عقیدہ رکھا۔ یہ تو اسلام اور شریعت محمدیہ کے بالکل نقیض عقیدہ ہے۔ اور اسی کی بھانڈا کھنڈا قرآن مجید نے تردید کی ہے۔ مگر سوامی جی کی سمجھ و راست اور ذکاوت و فطانت ملاحظہ ہو۔ آپ اتنا بھی نہیں سمجھ سکتے۔ کہ یہ کفار کا مقولہ ہے۔ جس کی تردید کی جا رہی ہے اور اسے ”فریبن اسلام“ میں سے قرار دے لیتے ہیں۔ یہ عقل اور ہوشی ہونے کا دعویٰ۔ اس پر اور بھی است۔

حضرت موسیٰ و حضرت علیہما السلام کا واقعہ

ایک اور لغزش ملاحظہ ہو۔ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کے واقعہ کے بیان میں یہ الفاظ آئے ہیں۔ وما الغلام فلکان الیاء مومنین فخشیا ان یرھقھا طغیاناً و کفراً
اس کا یہ ترجمہ کر کے کہ ”لا کا میں تھے مل باپ اس کے ایمان میں ڈرے ہم یہ کہ مبادا بچے ان کو سرکشی میں اور کفر میں“ (اعتراف ص ۱۱۵) خدا کی بے گنجی پر غور کیجئے لمبے شبک ہووا۔ کہ کہیں لوگوں کے مال باپ مجھ سے باجی نہ کرے جسے جان کیا ہی خدا کا اقبال ہے۔“ (اعتراف ص ۱۱۵)

حالانکہ قرآن مجید میں یہ ذکر ہی نہیں۔ کہ خدا کو اپنا شبک ہوا اگر ساجی اصحاب اپنے دشمنی کی مدد کرنا چاہتے ہوں۔ تو ثابت کریں کہ قرآن کا یہ مطلب ہے۔ کہ خدا کو شبک ہوا کہ کہیں لوگوں کے مال باپ مجھ سے باجی نہ کرے جائیں۔

یہ صرف چند مثالیں پیش کی گئی ہیں۔ مگر ان تمام کی بیسیوں بیسیوں مثالیں پر کاش سے دکھائی جا سکتی ہیں۔ اور ثابت کیا جا سکتا ہے۔ کہ سوامی جی نے قرآن کے متعلق خطرناک جہالت اور نادانانہ اقصیت کا شکار ہو کر اعتراضات کئے۔ اور خواہ مخواہ محقق کہلانے کی کوشش کی۔ وہ دراصل اپنے ہی قول کے مطابق کہ ”بہت سے متعصب لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو منہمک کے دماغ کے برعکس تاویل کر لیا کرتے ہیں۔ خاص کر اہل مذہب کیونکہ وہ کسی نصیحت سے ان کی عقل تاریکی کے پردہ میں آکر دور ہو جاتی ہے۔“ (تیار تھ) محض حجب ہے اور انکی عقل بھی تاریکی کے پردہ میں ثابت ہو رہی ہے

نظارت حکومتی تبلیغ کی تبلیغی سوسائٹی

از ۱۰ ستمبر ۱۹۲۷ء لغایت ۳۰ ستمبر ۱۹۲۷ء

ایام زیر پرپورٹ میں جو تبلیغی یا ترمیمی کام بذریعہ مبلغین یا آنرییری مبلغین اور انصار اللہ اندرون ہند ہوا۔ اس کا مختصر خلاصہ احباب کی آگاہی کے لئے متاخر کیا جاتا ہے۔

صوبہ پنجاب

حلقہ گورداسپور ۵: مولوی محمد ابراہیم صاحب بقا پور نے ضلع امرتسر کے حسب ذیل ۱۳ مقامات کا دورہ کیا۔ کوٹلی کڑیال۔ شاہ پور۔ موٹک۔ بڑوال۔ تلونڈی۔ گلان والی۔ اجواں ردا۔ اس۔ چک سکندر۔ کوٹلی گفٹر۔ چیماری۔ امرتسر۔ لیچر دئے۔ تلونڈی میں ضرورت بیعت پر غیر احمدیوں سے ایک مناظرہ کیا۔ ۵ غیر احمدی معززین کے مکانوں پر بذریعہ ملاقات تبلیغ کی۔ ۳۳ انصار اللہ بنائے۔ ۴ کس داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔

کڑیال۔ گاکوالی۔ موٹک میں قرآن شریف۔ کشتی نوح کا درس جاری کرایا۔

حلقہ سمیٹ: مولوی محمد صالح صاحب نے حلقہ سمیٹ ضلع گورداسپور کے دیہات لین کراں۔ گاڑیاں۔ داراپور۔ پھول۔ کاسنواں۔ بربڑواں میں تبلیغی دورہ کیا۔ ۲۰ لیکچر دئے۔ کئی اصحاب بیعت۔ ۱۰ نئے آمادہ ہو چکے ہیں

جماعت پھول میں درس القرآن جاری کیا کراں میں ایک تنازعہ فقہ جس میں صلح صفائی کرائی۔

حلقہ راولپنڈی: اس علاقہ کے منتم تبلیغ مولوی عبدالغفور صاحب نے ان ایام میں ۹ دیہات کا تبلیغی دورہ کیا۔ لیکچر دئے۔ ۲۰ غیر احمدی معززین کے مکانوں پر جا کر بذریعہ ملاقات تبلیغ کی۔

حلقہ ملتان: مولوی ظفر محمد بوجہ بیماری رخصت پر ہے۔ **حلقہ منگرم:** مولوی علی محمد صاحب اجیری نے ۲۰ ستمبر تک رخصت پر ہے۔ ۲۸ ستمبر کو منگرم میں ایک کام میں مصروف ہوئے۔

حلقہ سیالکوٹ: مولوی ظہور حسین صاحب نے موٹک ضلع گجرات۔ ناروال۔ جہلم۔ گجرات۔ رہنما س کا تبلیغی دورہ کیا۔ ۱۰ لیکچر دئے۔ چند ایام رخصت پر ہے۔ ہو شیار پور:۔ سہا شہ نحمد صاحب نے ۹ دیہات

راہوں۔ اوڈ سکندر پور۔ بجلور۔ نگر ہی بہرام۔ بنگہ۔ کھانچوں جنڈیالہ کیورنقلہ وغیرہ کا تبلیغی دورہ کیا۔ ۱۰ لیکچر دئے۔ ۲۲ انصار اللہ بنائے۔ ۵ افراد کو الگ الگ تبلیغ کی۔ راہوں کے جلسہ میں ۲۰ ہزار سامعین کی تعداد تھی۔ اوڈ سکندر پور۔ بنگہ۔ ۳ مقامات پر قرآن کریم۔ کشتی نوح کا درس جاری کرایا۔

انبالہ: مولوی محمد حسین صاحب نے سنور۔ پٹیالہ۔ ساہانہ کا تبلیغی دورہ کیا۔ ۸ لیکچر دئے۔ ۲۴ غیر احمدی معززین کو ان کے مکانوں پر جا کر بذریعہ ملاقات تبلیغ کی۔ ۲۳ انصار بنائے۔ انبالہ میں درس جاری کرایا۔ سنور میں ایک تنازعہ کا فیصلہ کیا۔

حلقہ دہلی: مولوی عبدالرحمن صاحب بوتالوی نے ۵ مقامات رشتک۔ ہانسی۔ حصار۔ نتھ آباد۔ سرسہ کا تبلیغی دورہ کیا۔ ۹ غیر احمدی معززین کو پرائیویٹ طور پر مل کر تبلیغ کی۔ ضلع حصار کی تبلیغی تنظیم کرائی۔ رشتک میں مخالفت بڑھ رہی ہے۔ پیر سراج الحق صاحب نغانی بھی آج کل اسی جگہ تبلیغ سلسلہ کے کام میں مصروف ہیں۔

مشمق: گمانی واحد حسین صاحب انڈر ضلع ہوشیار پور کے جلسہ میں غیر احمدی اصحاب کی دعوت پر بیٹھے گئے قریباً ۲ ہزار کی تعداد کے مجمع عام میں لیکچر ہوا۔ ۳ ہوزی کے جلسہ میں جس میں سامعین کی تعداد قریباً ۲ ہزار تھے۔ انہوں نے لیکچر دیا جو مقبول ہوا۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیک نے گوٹلی۔ ضلع گجرات۔ رہنما س۔ پنڈوری ضلع جہلم کا تبلیغی دورہ کیا۔ رہنما س اور پنڈوری کے جلسہ میں لیکچر دئے جو مقبول عام ہوئے۔

اب وہ سیالکوٹ کی جماعت کی تعلیم و تربیت میں مصروف ہیں۔

صوبہ یو۔ پی۔

شاہ جہانپور: مولوی غلام احمد صاحب مجاہد نے ان ایام میں ۱۰ مقامات اودے پور۔ کیشا۔ بریلی۔ شاہ جہانپور کا تبلیغی دورہ کیا۔ ۵ لیکچر دئے۔ ایک انصار اللہ بنایا۔ ایک غیر احمدی معزز کو تبلیغ کی۔ شاہ جہانپور میں قرآن مجید اور زالہ اہام کا درس جاری کیا۔

میں پوری: مولوی جلال الدین صاحب نے ۱۰ مقامات سکندر پور۔ اکبر پور۔ ادھن پور۔ منڈکاپور کا تبلیغی دورہ کیا۔ ۹ کس غیر احمدی معززین کو ان کے مکانوں پر جا کر تبلیغ کی۔ ایک خاندان سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوا۔ ۱۰ مساندھن:۔ ڈاکٹر عبدالحی صاحب ساڈھن میں مقیم رہے

درسہ کا کام سرانجام دینے کے علاوہ ساڈھن کی جماعت کی تعلیم و تربیت میں مصروف رہے۔ مولوی افضل احمد صاحب نے صالح نگر۔ سنگر۔ سورج پورہ۔ آگرہ تک کا تبلیغی دورہ کیا۔ صالح نگر کی جماعت میں خطبہ جمعہ پڑھایا۔ کئی غیر احمدیوں کو پیغام حق پہنچایا۔

صوبہ سرحد

مولوی حکیم عبدالواحد صاحب نے بالاکوٹ۔ بانہرو پھنگلہ کا تبلیغی دورہ کیا۔ اور بہت بڑے مجمع میں سلسلہ کا پیغام لوگوں تک پہنچایا۔ ایک شخص نے بیعت کی۔ مولوی چراغ دین صاحب نے بیعت صاحبزادہ محمد طیب صاحب سرائے نورنگ۔ لکی مروت۔ گنڈے خاں۔ خیل لوٹ۔ شہار خیل۔ سنڈی واہ وغیرہ مقامات کا تبلیغی دورہ کیا۔

صوبہ بنگال

ایام زیر پرپورٹ میں مولوی گل الرحمن صاحب بیمار ہے۔ مگر اب وہ اچھے میں اور کام میں مصروف ہو چکے ہیں۔

علاقہ کشمیر

ان ایام میں بعض مشکلات کی وجہ سے تبلیغ کشمیر کوئی رپورٹ نہیں بھیج سکے۔

صوبہ سندھ

میر میراجد صاحب حیدرآباد میں مقیم رہے۔ اردگرد دیہات اور خاص حیدرآباد کے لوگوں کو تبلیغ کرتے رہے۔ کام بہت محدود پیمانہ پر ہوا ہے۔ مولوی محمد مبارک صاحب نے ۵ دیہات کا تبلیغی دورہ کیا۔ ۱۰ لیکچر دئے۔ ۱۰ غیر احمدی معززین کے مکانوں پر جا کر بذریعہ ملاقات تبلیغ کی۔

ریاست حیدرآباد دکن

ریاست مذکور میں ترقی اسلام کا کام خاطر خواہ ہو رہا ہے وہاں کے مبلغ نے جماعت حیدرآباد دکن کو خطبہ جمعہ میں تربیت کی طرف اور چندوں کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔ دو مرتبہ درس دیا۔ برہمن سماج کی سالانہ کانفرنس میں شامل ہوئے۔ سکندرآباد کے جلسہ میں تقریر کی اور غیر احمدی معززین سے ملاقات کی۔

تبلیغ اچھوت اقوام

شیخ عبدالرحیم صاحب نو مسلم ایک خاص کام کے لئے حیدرآباد منتقل

Vertical text on the left margin, likely a library or collection identifier.

مسلمان کشمیر کے مطالبات کا خلاصہ

اور مہاراجہ صاحب کشمیر کا جواب

۱۹ اکتوبر ۱۹۴۷ء میں مہاراجہ صاحب کشمیر کی خدمت میں مسلمان نمائندوں نے جو بیوریل اپنے مطالبات کے متعلق پیش کیا اس کا خلاصہ اور مہاراجہ صاحب کا جواب درج ذیل کیا جاتا ہے۔

- ۱۔ سیاسی ہنگاموں کے دوران میں ریاست کے عمال۔ پولیس اور فوج نے عوام پر جو تشدد کیا۔ اس کی تحقیقات کے لئے ایک آزاد کمیشن مقرر کیا جائے۔
- ۲۔ جنگلات۔ مال۔ پولیس۔ فساد۔ اور رشیم کے کیڑوں کی غور و برداشت کے محکموں کے متعلق زمینداروں کو جو شکایات ہیں۔ ان کی تحقیقات کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا جائے۔ جس میں غیر سرکاری ارکان بھی شامل ہوں۔
- ۳۔ مزدوروں کی حالت۔ ان کی کارگزاری کے وقت اور شرائط مزدوری کی تحقیقات کے لئے کمیشن مقرر کیا جائے۔
- ۴۔ مطالبات میں اس بات پر زور دیا گیا ہے۔ کہ تحقیقات کے بعد ان عہدہ داروں کو سزا دی جائے۔ جنہوں نے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا۔ یا مذہبی رسوم کی ادائیگی میں حائل ہوئے۔
- ۵۔ جو مسجدیں یا قبرستان ریاست کے قبضہ میں ہیں۔ انہیں مسلمانوں کے حوالے کر دیا جائے۔
- ۶۔ جو سرکاری ملازموں کو گذشتہ سیاسی تحریک کے سلسلہ میں برطرف کیا گیا ہے۔ یا کوئی دوسری سزا دی گئی ہے۔ انہیں بحال کر دیا جائے۔
- ۷۔ جو جنسی سیاسی جرموں کو سزا دی گئی۔ اور ان کی طرف سے کوئی ایسا نہیں کی گئی ان کے مقدمات پر منہائی نس نظر ثانی فرمائیں۔ اور جو اشخاص تشدد کے مرتکب نہیں ہوئے۔ انہیں چھوڑ دیا جائے۔ اور باقی کے متعلق غور و مشاہدہ سے کام لیا جائے۔
- ۸۔ آزادی تقریر اور انجمنوں کے قیام کے متعلق اسی قسم کا قانون جاری کر دیا جائے۔ جیسا کہ برطانوی ہند میں ہے۔

کو شریک کیا جائے۔ جن وزراء کا تقرر منہائی نس منظور فرمائیں ان میں آبادی کے تناسب سے مسلمان وزراء شامل کئے جائیں اگر ریاست سے قابل مسلمان نڈل سکیں۔ تو برصغیر کے مسلمانوں کی خدمات حاصل کی جائیں۔

۱۷۔ عہدہ وزارت کی میعاد پانچ سال ہو۔ لیکن اگر مجلس وضع قوانین کے ارکان کی ستر فی صدی اکثریت اس کے خلاف عدم اعتماد کا اظہار کرے۔ تو اسے وزارت علیحدہ کر دیا جائے اگر چہ ذرا آئی ریاست کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔ لیکن انہیں اکثریت کی رائے کا احترام کرنا ہوگا۔ اور انہیں ایسے معاملات کے سوا جن کا تعلق مہاراجہ یا ولی عہد کی ذات ہوگا تمام دیگر امور میں اکثریت کی مرضی کے مطابق چلنا پڑے گا۔

۱۸۔ اسمبلی کو قانون وضع کرنے اور مہاراجہ صاحب کو اس کی ضرورت کے وقت آرڈی نس نافذ کرنے کا اختیار حاصل ہو۔

۱۹۔ اسمبلی کے ۷۰ فی صدی ارکان انتخاب کے ذریعہ سے اور ۳۰ فی صدی نامزدگی کے ذریعہ سے مقرر کئے جائیں۔ اسی ضمن میں ایسے قواعد مرتب کئے جائیں جن کے تحت مختلف مذاہب کے نمائندے اپنے ہم مذہب لوگوں کی آبادی کے تناسب سے منتخب ہو سکیں۔ رائے دہی کا حق بلا واسطہ ہو۔ ہر شہری کو بلا تفریق مذہب و ملت ووٹ دینے کا حق حاصل ہو۔ یہی دفعہ اسمبلی کا صدر نامزد کیا جائے۔ اس کے بعد اس کا انتخاب ہو کرے۔

اصلاحات

- ۱۔ میونسپل انتخابات میں ووٹ دینے کے جو قاعدے مقرر ہیں۔ ان میں اصلاح کی جائے۔ اور حق رائے دہی کا سلسلہ وسیع کر دیا جائے۔
- ۲۔ کشمیر میں مالک کی شرح پنجاب کے مالک کی شرح کے برابر ہو۔
- ۳۔ افسد اور رشوت ستانی کے لئے موثر ذرائع اختیار کیے جائیں۔
- ۴۔ سوشیوں کے چرنے کی قیس اسی شرح سے مقرر کی جائے جو پنجاب میں مقرر ہے۔
- ۵۔ اسلحہ کے متعلق جو پابندیاں عائد ہیں۔ انہیں منسوخ کر دیا جائے۔
- ۶۔ ریاست سے باہر جانے والے مال پر کوئی محصول نہیں لیا جائے۔
- ۷۔ ادویہ اور ذاتی ضرورت کی اشیاء پر محصول چلایا جائے۔
- ۸۔ مذہبی آزادی اور تقریر و تقریر پر پابندیوں کا منسوخ کیا جائے۔ جیسا کہ برطانوی ہند میں عائد ہے۔
- ۹۔ تمام رعایا کو ایک ہی حق دیا جائے۔

۹۔ مذہبی آزادی کا اعلان کر دیا جائے۔ اور تبدیل مذہب کی وجہ ضابطی جائداد کا جو قانون نافذ ہے۔ اس میں ترمیم کر دی جائے۔

۱۰۔ عدالت عالیہ کے ججوں میں فی صدی مسلمان ہوں۔ ملازمتوں میں مسلمانوں کی آبادی کے تناسب سے حصہ دیا جائے۔

۱۱۔ بھرتی تناسب آبادی کے لحاظ سے کی جائے۔ سائرس پاس مسلمانوں کو غیر مسلم گورنمنٹوں پر ترجیح دی جائے۔ جہاں ضابطی یا اصطلاحی قابلیت کی ضرورت ہو۔ وہاں یہ شرط قائم نہ رہے گی۔

۱۲۔ مسلمانوں کی نمائندگی میں ہر سال ۱۰ فی صدی کا اضافہ

اس وقت تک جاری رہے۔ جب تک کہ انہیں ان کا جائز حصہ نہ مل جائے۔ اور ان کی حق رسی نہ ہو جائے۔ فرقہ وارانہ تناسب پورا کرنے کے لئے فی الحال عمر کی قید اڑا دی جائے۔

۱۳۔ زمینداروں اور کسانوں کو اراضی کے مالکانہ حقوق پورے پورے عطا کئے جائیں۔ بکریوں پر ٹیکس اسی شرح سے لگایا جائے۔ جس شرح سے بھیروں پر لگایا جاتا ہے۔ نیز بکروں کو جرائم پیشہ اقوام سے خارج کیا جائے۔

۱۴۔ مسلمانوں کے لئے فوجی کالج کھولا جائے۔ اور مسلم آبادی کے مراکز میں سزید نڈل اور ہائی سکول کھولے جائیں۔ مسلم طلباء کو غیر ممالک میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجے جائیں۔ صنعتی اور پیشہ ور درس گاہوں میں سکولوں اور کالجوں کے شعبہ سائنس میں مسلم طلباء کی نسبتیں مخصوص کر دی جائیں۔

ہندو مسلم معاملات

۱۳۔ ہندی کی بجائے اردو میں تعلیم دی جائے۔ زمانہ مدارس میں ہندی کی بجائے اردو زبان کو ذریعہ تعلیم قرار دیا جائے۔

۱۵۔ فسادات کے دوران میں جو لوگ مارے گئے۔ ان کے ورثاء کو زر معاوضہ دیا جائے۔

۱۶۔ ریاست کے نسق و نسق میں ریاست کے باشندوں

دہنے موجودہ اصلاحات کی عمدگی کا اعتراف اور اس کا
کہ اگر مستند رجسٹرار یا مطالبات پر ہمدردانہ غور کیا گیا۔ تو اس سے مسلمانوں
کے جذبات اطاعت و عقیدت میں اضافہ ہوگا۔

مہاراجہ کا جواب

سری نگر ۱۹ اکتوبر - مسلمان جموں کشمیر کے محض کے جواب میں
مہاراجہ کشمیر نے کہا کہ میں نے محض کو نہایت دلچسپی سے سنا چونکہ اس میں
نہایت اہم سوالات اٹھائے گئے ہیں۔ اس لئے سرمدستان کے تعلق
کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا میں آج کوئی تفصیلی جواب نہیں دے
سکتا ہوں۔ لیکن میں آپ کو یقین دلانا ہوں۔ کہ پیش کردہ مطالبات پر غور
کرنے اور ان کے متعلق فیصلہ کرنے میں تاخیر سے ہرگز کام نہیں لیا جائیگا
میں اس حقیقت کے پیش نظر بے حد مسرور ہوں۔ کہ اعلان معافی
میں قیام اس کے لئے جو اپیل کی گئی تھی۔ آپ لوگوں نے اس کا عملی وفاق
شکاری سے جواب دیا ہے۔ میری ذات اور تخت کے ساتھ وفاداری کے
عین جذبات کا اظہار کیا گیا ہے۔ میں ان کے بہت متاثر ہوا ہوں میں
انتہائی کوشش کروں گا۔ کہ عالمی اور رعایا کے درمیان جو تعلق ہوتا ہے۔ اس
پر کوئی ناخوشگوار اثر نہ پڑے۔
آپ نے جو مطالبات پیش کئے ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں جن میں غنڈوں
پر تقسیم ہو سکتے ہیں۔
۱) وہ مطالبات جن کے متعلق آپ تحقیقاتی کمیشنوں

قابل تو ہوا اصحابا کثر

۶۰ فیصد ذیل ایک وفادار مسلمان ذور رعیت کی حیثیت سے
بعض ان کا ہی جناب والا قبل از وقت ابلاغ خدمت کر کے عرض گزار ہو
کہ اگر معاملہ ذیل پر فوری توجہ نہ فرمائی گئی۔ اور عجلت سے کام نہ لیا گیا۔
تو بہت جلد اس پر امن ضلع میں فتنہ و اراذہ فتنہ خطرناک صورت اختیار
کر کے عرصہ میں کو خاکستر کر ڈالیگا۔

انہوں کو وہ گندے جراثیم جو پنڈتوں کی ذمہ داری کا نتیجہ
ہیں۔ اور جن کی وجہ کشمیر کے دیار و اعمار کی فضا اپنے ہر ایک اثرات
سے مکدر ہو چکی ہے۔ آج کل یہاں مظفر آباد میں بھی اپنا ہر مایا اثر پیرا
شہریوں میں ڈال رہے ہیں۔

ایسے اشخاص کا ہی سربراہ عظیم جناب پنڈت شمبر ناٹھ سب بچ
مظفر آباد میں۔ جن کے ہاں صبح سے دو بجے تک اور شام سے بارہ بجے
تک پنڈتوں وغیرہ کی ٹینگیں ہوتی ہیں۔ اور ہر ایک ذرا سی کارکردگی اور
مسلم کش پالیسی پر لڑی لڑنگی و متعصبی کا اظہار کرتا ہے۔ غلے والوں کو
بھی سرپرستی کی آزادی دے دی گئی ہے۔ خود بدولت اپنے جلا کار ہائے
موقوفہ سے فراغت پا کر کہیں شام کے دو تیر بجے پھر ہی میں آتے ہیں۔

اور جلا حاضرین اکت تک پریشان و سرگردان رہتے ہیں جب عدالت گزری
کا کام شروع کیا جاتا ہے۔ تو مسلمان غریبوں کو سوائے سرور و شکر اور ہمتی بر
رضاء رہنے کے چارہ ہی نظر نہیں آتا۔ رات کے ۸ بجے تک لوگ
حاضر عدالت رہتے ہیں۔ شب تاریک میں انہیں آج جاوکل آؤ کی خوشخبری
سنائی جاتی ہے۔ اس امر و ذرا کی پریشان حالی کا اندازہ صرف وہ لوگ
لگا سکتے ہیں جن کو پردیس میں کبھی اس ہیر پھیر سے واسطہ نہ پڑا ہوگا۔ یہ
واقعات عدالت ہذا کی امثلات سے ملاحظہ کرنے پر معلوم ہو سکتے ہیں۔
کئی ایک امثلات میں ماہ ہارہ مسلمان کے زبانی فیصلے سنانے گئے ہیں۔ مگر
ابھی تک تحریر میں نہیں آئے۔ ذمہ داروں کا دورہ راز سے آنا۔ خرچ کو اہل
برداشت کرنا پھر ۸ بجے ان کو کل پر سول کی حاضری کی ہدایت ہونا
غرضیکہ کئی بیضا بیگیاں بے کس مسلمانوں پر روا رکھی جا رہی ہیں

قبل ازین مظفر آباد میں کبھی جھنڈ کی وہ کان نہیں کھولی گئی۔ مگر
اب پنڈت صاحبان نے مسلمان قضاوں کا بائیکاٹ کر کے جھنڈ
استعمال کرنا شروع کر دیا ہے جس سے ایک گونہ مزید کشیدگی پھیل
رہی ہے۔

جب ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۱ء کو انہیں اسلامیہ مظفر آباد کے رضا کار
پہن کر ہاڑی پر بوجہ دی وزیر وزارت صاحب مظفر آباد جیسے دلوں کو روٹی
کھنکھار دیاں مظفر آباد پہنچے۔ تو جناب پنڈت صاحب موصوف نے
رضاء کاروں کو فخر و تکریم کرنے سے روکا۔ مگر ان کے ایسا کرنے سے کچھ
نتیجہ نہ نکلا۔ اس پر انہیں اسلامیہ کی کمیٹی میں اظہار نامہ لکھی کارڈوں میں

پاس ہوا۔ اور حکام بالادست کو بذریعہ برقیات اطلاع دی گئی۔
چونکہ ضلع ہذا قریباً سب کا سب سرحدی علاقہ جات سے ملا ہوا
ہے۔ اگر یہاں اور چند روز پنڈت صاحب کی سرگرمیوں کی یہی حالت
قائم رہی۔ اور ان نازیبا کارروائیوں کا کوئی سدباب نہ ہوا تو اس کے
تلخ نتائج نکلیں گے۔

میں سب سے آخیں یہ عرض بھی کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ اگر سارا
موجودہ وزیر وزارت پنڈت پریم ناٹھ صاحب جیسے نیک دل و موقوف شخص
دیانت دار حاکموں کا انتخاب و تقرر عمل میں آتا۔ تو یہ زہری فضا کبھی
پیدا نہ ہو سکتی۔ چنانچہ پچھلے دنوں جب وزیر صاحب موصوف دوروز
کے لئے سرنگر تشریف لے گئے تو سب بچ مذکور کے طرز عمل و رویوں
میں ہی یہاں کی فضا کچھ ایسی مکدر ہو گئی۔ کہ اگر وزیر صاحب موقوف پر
کے ۱۲ بجے واپس پہنچ کر اور شہر کے مسلمان تائٹل کو اسی وقت بلوا
کر اپنی دانشمندی و تدبیر سے فوری انتظام نہ کرتے۔ تو خدا جانے صبح
ہوتے ہوئے کیا کچھ ظہور پذیر ہوتا۔ حالانکہ سب بچ صاحب بھی سٹیشن پر
موجود تھے۔ اب میں ان خطرناک جراثیم کا تیر بہدف علاج پیش کرتا ہوں
(۱) کسی لائق و دیانتدار مسلمان سب بچ کی فوری تقرری عمل
میں لایا جائے۔

(۲) اس کمیٹی پر کار مسلمان پولیس آفیسر کی تعیناتی کی جائے۔
(۳) موجودہ سردار عزیز دیانت اور وزیر وزارت صاحب کی
معیاد میں توسیع کی جائے۔

(۴) یہ کہ پنڈت ملازمین کی یہاں کثرت کو اقلیت میں تبدیل
کیا جائے۔
اب مگر عرض ہے۔ کہ جہاں تک جلا ہونے کسی قابل مسلمان
سب بچ کو مظفر آباد میں تعینات فرمایا جائے۔ تاکہ وہ مسلمان پبلک کی
طرف سے وزیر صاحب موصوف کا ہاتھ بٹائے۔ اور دونوں ملکر غم
کی بے چینی دور کریں۔ اس تقرری سے ایک گونہ مسلمان پبلک کی تسکین
ہو جائیگی۔ (ایک خبر خواہ سردار از مظفر آباد)

زمینداران و لایکو کی گورنمنٹ سے دست

بصارت چودھری عالم علی خان صاحب رئیس چک ۱۲۱ کے ریلوے
تحصیل جٹوالہ ضلع لاہور زمینداروں کا جلسہ ہوا جس میں حسب ذیل تجویز پاس ہوئی
چونکہ زمینداروں کی حالت بوجہ کمی پانی و کمی پیداوار و اراذہ فتنی روز بروز بد
سے بدتر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اگرچہ گورنمنٹ عالیہ نے گزشتہ فصل ربیع میں
سرکاری معاملہ میں کچھ تخفیف فرمائی۔ تاہم تمام سید و اہل بیخ فرحت کر کے
اور کچھ قرضہ اٹھا کر لگتا مشکل اور آجی معاملہ ہوئی۔ اور اب فصل خراب موجود
کی پاس کا بھل نہایت کم بلکہ صفر ہے۔ لہذا سید و اہل بیخ۔ کہ گورنمنٹ
عالیہ فضل کی اس معاملہ سام اور دیگر اجناس کا نصف معاف کر کے اپنی پینا
کا ثبوت دینی۔ (نامہ نگار)

کا تقرر چاہئے ہیں۔

ثانیاً۔ وہ مطالبات جن کا اثر مسلم رعایا پر پڑتا ہے۔
ثالثاً۔ وہ مطالبات جن کا اثر مسلم اور غیر مسلم رعایا پر پڑتا ہے۔

تحقیقات

جہاں آپ آتش باری کی تحقیقات کا تعلق ہے۔ آپ جاننے تو
کہ سرپروردہ دلال کے زیر عدالت جو تحقیقاتی کمیٹی ۱۳ جولائی کے حادثہ
کی تحقیقات کے لئے مقرر کی گئی تھی۔ اس نے اپنی رپورٹ پیش کر دی
جو شائع ہو چکی ہے۔ اور جس پر غور و خوض ہو رہا ہے۔ ۲۲-۲۳-۲۴ ستمبر کو
گولی چلنے کے جو حادثہ پیش آئے۔ انکی تحقیقات کے لئے میں نے حال
میں ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کر دیا ہے۔ دیگر مطالبات پر عقوبت غور کیا
جائیگا۔ اور فیصلہ کا اعلان کر دیا جائیگا۔

نظم و نسق

مگر عہد ان کے تحت رہا کہ نظم و نسق میں رعایا کو شراب کرنا
مطلوبہ نہیں کیا گیا ہے۔ میں اس کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ لیکن اس قسم کی شیم
کی تفصیلات ضرور طلب ہیں۔ چنانچہ میں اس کے جزئیات پر بحث کرنے کے
لئے ایک کمیٹی مقرر کرنے کی تجویز کرتا ہوں جو سرکاری اور غیر سرکاری لوگوں
پر مشتمل ہوگی اور جس میں نام متعلقہ تمام کے اراکان شریک ہوں گے۔ اس
کمیٹی کا ہر رکن اپنے اپنے شعبہ میں کوئی پارٹی یا جماعت سے متعلق نہیں ہوگا
تاہم یہ پارٹیوں اور جماعتوں کی نسبت عقوبت یا تکریم کر دی جائیگی۔

دہ نے موجودہ اصلاحات کی عمدگی کا اعتراف اور اسے عاکی
کہ اگر مستند رہنما مطالبات پر سمجھ دے اور انہیں خور کیا جی۔ تو اس سے مسلمانوں
کے جذبات اطاعت و عقیدت میں اضافہ ہوگا۔

ہمارا جواب

سری ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۱ء مسلمانوں کو کئی محض کے جواب میں
ہمارا جواب لکھنے کے لئے ہم نے محض کو نہایت دلچسپی سے سنا چونکہ اس میں
نہایت اہم سوالات اٹھائے گئے ہیں۔ اس لئے سر دست ان کے متعلق
کوئی مفید نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا میں آج کوئی تفصیلی جواب دینے سے
سمتور ہوں۔ لیکن میں آپ کو یقین دلانا ہوں۔ کہ پیش کردہ مطالبات پر غور
کرنے اور ان کے متعلق فیصلہ کرنے میں تاخیر سے ہرگز کام نہیں لیا جائیگا
میں اس حقیقت کے پیش نظر بے حد مسرور ہوں۔ کہ اعلان معافی
میں قیام امن کے لئے جو اپیل کی گئی تھی۔ آپ لوگوں نے اس کا عملی و فاعلی
شجاری سے جواب دیا ہے۔ میری ذات اور تخت کے ساتھ وفاداری کے
موج جذبات کا اظہار کیا گیا ہے۔ میں ان کے بہت متاثر ہوا ہوں میں
انتہائی کوشش کروں گا۔ کہ عالمی اور رعایا کے مابین جو تعلق ہوتا ہے۔ اس
پر کوئی ناخوشگوار اثر نہ پڑے۔

آپ نے جو مطالبات پیش کئے ہیں۔ وہ حسب ذیل تین جہتوں
پر تقسیم ہو سکتے ہیں۔
۱۔ وہ مطالبات جن کے متعلق آپ تحقیقاتی کمیشنوں
کا تقرر چاہتے ہیں۔

ثانیاً۔ وہ مطالبات جن کا اثر مسلم رعایا پر پڑتا ہے۔
ثالثاً۔ وہ مطالبات جن کا اثر مسلم اور غیر مسلم رعایا پر پڑتا ہے۔

تحقیقات

جہاں آپ آتش باری کی تحقیقات کا تعلق ہے۔ آپ جانتے ہو
کہ سر پروردہ جی دلال کے زیر صدارت جو تحقیقاتی کمیٹی ۱۳ جولائی کے حادثات
کی تحقیقات کے لئے مقرر کی گئی تھی۔ اس نے اپنی رپورٹ پیش کر دی
جو شائع ہو چکی ہے۔ اور جس پر غور و خوض ہو رہا ہے۔ ۲۲-۲۳-۲۴۔ ستمبر کو
گولی چلنے کے جو حادثات پیش آئے۔ انہی تحقیقات کے لئے میں نے حال
میں ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کر دیا ہے۔ دیگر مطالبات پر عنقریب غور کیا
جائیگا۔ اور فیصلہ کا اعلان کر دیا جائیگا۔

نظم و نسق

میں نے ان کے تحت رہا کرتے نظم و نسق میں رعایا کو شریک کر لیا
مطلبہ میں کیا گیا ہے۔ میں اس کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ لیکن اس قسم کی کام
کی تفصیلات جو مطلب ہیں چنانچہ میں اس کے جزئیات پر بحث کرنے کے
لئے ایک کمیشن مقرر کرنے کی تجویز کرتا ہوں جو سرکاری اور غیر سرکاری اراکان
پر مشتمل ہوگی۔ اور جس میں تمام متعلقہ اقوام کے اراکان شریک ہوں گے۔ اس
کمیشن کا صدر ایسا شخص ہوگا جس کا کسی پارٹی یا جماعت سے تعلق نہیں ہو
کے اراکان اور محقق طلب امور کی نسبت عنقریب مشہور کر دی جائیگی۔

قابل تو ہوا اصحابا کثر قابل جہار جہار جہار جہار

۶۰ فیصد ذیل ایک وفادار مسلمان ذور رعیت کی حیثیت سے
بعض آگاہی جناب والا قبل از وقت ابلاغ خدمت کر کے عرض گزار ہوں
کہ اگر معاملہ ذیل پر فوری توجہ نہ فرمائی گئی۔ اور عملت سے کام نہ لیا گیا۔
تو بہت جلد اس پر امن ضلع میں فساد و اراکان فتنہ خطرناک صورت اختیار
کر کے جو امن کو خراب کر ڈالیگا۔

افسوس کہ وہ گندے جراثیم جو پنڈتوں کی ذہنیت کا نتیجہ
ہیں۔ اور جن کی وجہ کشمیر کے دیار و اصحاب کی فضا اپنے مہلک اثرات
سے مکدر ہو چکی ہے۔ آج کل یہاں مظفر آباد میں بھی اپنا سر ملایا اثر پیر
شہریوں میں ڈال رہے ہیں۔

ایسے اشخاص کا مہیسر اعظم جناب پنڈت شمبر ناٹھ صاحب
مظفر آباد میں۔ جن کے ہاں صبح سے دو بجے تک اور شام سے بارہ بجے
تک پنڈتوں وغیرہ کی ٹینگیں ہوتی ہیں۔ اور ہر ایک ذرا سی کارکردگی اور
مسلم کش پالیسی پر لپٹی لکٹی و متعذی کا اظہار کرتا ہے۔ علیہ والوں کو
بھی ہر طرح کی آزادی دے دی گئی ہے۔ خود بدولت اپنے جملہ کارہائے
موقوفہ سے فراغت پا کر کہیں شام کے دو تیر بجے پھر ہی آتے ہیں۔

اور جملہ حاضرین اوقت تک پریشان و سرگردان رہتے ہیں جب عدالت گزری
کا کام شروع کیا جاتا ہے۔ تو مسلمان عزمیوں کو سوائے سر نہ ٹکڑا دینی بر
رضاء رہنے کے چارہ ہی نظر نہیں آتا۔ رات کے ۸۔۷ بجے تک لوگ
حاضر عدالت ہتے ہیں۔ شب تاریک میں انہیں آج جاو کل آؤ کی خوشخبری
سنائی جاتی ہے۔ اس امر و ذرا کی پریشان حالی کا اندازہ صرف وہ لوگ
لگا سکتے ہیں جن کو پردیس میں کبھی اس ہیر پھیر سے واسطہ نہ ہوگا۔ یہ
واقعات عدالت ہذا کی امثلات سے ملاحظہ کرنے پر معلوم ہو سکتے ہیں۔
کئی ایک امثلات میں ماہ ہارہ ساوان کے زبانی فیصلے سنانے گئے ہیں۔ مگر
ابھی تک تحریر میں نہیں آئے۔ زمینین کا دور دراز سے آنا۔ خرچ گواہان
برداشت کرنا پھر ماہ ۸ بجے ان کو کل پر سوں کی حاضری کی ہدایت ہونا
غرضیکہ کئی بیضا بیگیاں بے کس مسلمانوں پر روا رکھی جا رہی ہیں

قبل ازین مظفر آباد میں کبھی جھٹک کی وہ کان نہیں کھولی گئی مگر
اب پنڈت صاحبان نے مسلمان قضاوں کا بائیکاٹ کر کے جھٹک
استعمال کرنا شروع کر دیا ہے جس سے ایک گونہ مزید کشیدگی پھیل
رہی ہے۔

جب ۷ اکتوبر ۱۹۳۱ء کو انہیں اسلامیہ مظفر آباد کے رضا کار
پل کو ہال پر موجودگی وزیر وزارت صاحب مظفر آباد جتھے والوں کو روٹی
کھد کر واپس مظفر آباد پہنچے تو جناب پنڈت صاحب موصوف نے
رضاء کاروں کو غرور بحیرہ لگانے سے روکا۔ مگر ان کے ایسا کرنے کے کچھ
نتیجہ نہ نکلا۔ اس پر انہیں اسلامیہ کی کمیٹی میں اظہار ناراضگی کا ریزولوشن

پاس ہوا۔ اور حکام بالادست کو بذریعہ برقیات اطلاع دی گئی۔
چونکہ منسلح ہذا قریباً سب کا سب سرحدی علاقہ جات سے ملا ہوا
ہے۔ اگر یہاں اور چند روز پنڈت صاحب کی سرگرمیوں کی یہی حالت
قائم رہی۔ اور ان نازیبا کارروائیوں کا کوئی سدباب نہ ہوا تو اس کے
تلخ نتائج نکلیں گے۔

میں سب سے آخیں یہ عرض بھی کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ اگر ہمارے
موجودہ وزیر وزارت پنڈت پریم ناٹھ صاحب جیسے نیک دل و موقوف شخص
و دیانت دار حاکموں کا انتخاب و تقرر عمل میں آتا۔ تو یہ زہری فضا کبھی
پیدا نہ ہو سکتی۔ چنانچہ پچھلے دنوں جب وزیر صاحب موصوف دوروز
کے لئے سر شکر تشریف لائے گئے تو سب بچ مذکور کے طرز عمل و رد و
میں ہی یہاں کی فضا کچھ ایسی مکدر ہو گئی۔ کہ اگر وزیر صاحب ہر وقت پر
کے ۱۲ بجے واپس پہنچ کر اور شہر کے مسلمان ٹائٹل ہاؤس کو اسی وقت بلوا
کر اپنی دانشمندی و تدبیر سے فوری انتظام نہ کرتے۔ تو خدا جانے صبح
بہتے ہوئے کیا کچھ ظہور پذیر ہوتا۔ حالانکہ سب بچ صاحب بھی سٹیشن پر
موجود تھے۔ اب میں ان خطرناک جراثیم کا تیر بدولت علاج پیش کرتا ہوں
(۱) کسی لائق و دیانتدار مسلمان سب بچ کی فوری تقرری عمل
میں لایا جائے۔

(۲) اس کمیٹی پر کار مسلمان پولیس آفیسر کی تعیناتی کی جائے۔
(۳) موجودہ سرحدی عزیز و دیانتدار وزیر وزارت صاحب کی
مہیاد میں توسیع کی جائے۔

(۴) یہ کہ پنڈت ملازمین کی یہاں کثرت کو اقلیت میں تبدیل
کیا جائے۔

اب مگر عرض ہے۔ کہ جہاں تک جلد ہونے کے کسی قابل مسلمان
سب بچ کو مظفر آباد میں تعینات فرمایا جائے۔ تاکہ وہ مسلمان میلبک کی
طرف سے وزیر صاحب موصوف کا ہاتھ نہ لائے۔ اور دوڑا لٹکے تمام
کی بے چینی دور کریں۔ اس تقرری سے ایک گونہ مسلمان میلبک کی تسکین
ہو جائیگی۔ (ایک خیر خواہ سرکار از مظفر آباد)

زمینداران و لایمپوں کی گورنمنٹ سے دست

بصارت چودھری عالم علی خان صاحب رئیس چنگ ۱۳۱۳
تحصیل جڑوالہ ضلع لاہور زمینداران کا جلسہ ہوا جس میں حسب ذیل تجویز پاس ہوئی
چونکہ زمینداروں کی حالت بوجہ کمی پانی و کمی پیداوار اور زانی روز بروز
سے بدتر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اگرچہ گورنمنٹ عالیہ نے گزشتہ فصل ربیع میں
سرکاری معاملہ میں کچھ تخفیف فرمائی تاہم تمام سپیداوار ربیع فرحت کر کے
اور کچھ قرضہ اٹھا کر نقد مشکل ادائیگی معاملہ ہوئی۔ اور اب فصل خیرین موجود
کی کپاس کا فصل نہایت کم بلکہ بے حصہ ہے لہذا امید ذاتی ہے۔ کہ گورنمنٹ
عالیہ فصل کپاس کا معاملہ سام اور دیگر اجناس کا نصف معاف کر کے اپنی زمین
کا ثبوت دیگی۔ (نامہ نگار)

حضرت خلیفۃ المسیح اول کا خاندان موتی سرسید کرتا ہے

موتی سرسید صنعت بصر لکڑے جلین - خارش چشم بھولا - جالا - پانی بنا - دھند - بخار - پڑبال - ناخونہ - گوبانجی - رتوند - ابتدائی موتی بند - غرضیکہ جلد امراض چشم کے لئے اکیر ہے - جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال رکھیں گے - وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں کی طرح ہی بہتر پائیں گے - حضرت حکیم الامتہ نور الدین کے صاحبزادگان موتی سرسید کے متعلق تحریر فرماتے ہیں -
 بچپن دنوں عزیز عبد الباسط کو آشوب چشم اور لکڑوں کی تکلیف تھی - اس سے قبل اور بھی کئی ایک ادویہ استعمال کی گئیں - کوئی فائدہ نہ ہوا - مگر آپ کا موتی سرسید بہت مفید اور کامیاب رہا - درحقیقت بہت ہی قابل قدر چیز ہے - اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں - کہ حضرت حکیم الامتہ کا اصل نسخہ کس کے پاس ہے - اور پھر کون اسے زیادہ احتیاط سے تیار کرتا ہے - اور آپ کا خاندان مبارک کس سرسید کو پسند فرماتا ہے - لہذا آپ کو بھی یہی بہترین مفید اور مقبول عام موتی سرسید ہی استعمال کرنا چاہیے - قیمت فی تولہ دو روپیہ - محصول ڈاک علاوہ

امراض معدہ کا موسم

آج کل امراض معدہ کا موسم ہے - ان میں سب سے خوفناک ہیضہ ہے - لہذا ہماری ساختہ شہور اور مقبول عام دوا اکیر معدہ ہیضہ - بدضمی - کئی بھوک - درد شکم - پیارہ - بارگاہ - پٹ کا لگا لگانا - کٹی ڈکاریں - تھکے - جی کا متلانا - جگر تلی کا بڑھ جانا - قبض و اہمال - ریاح کے لئے تیر بہدت اور بہترین حفظہ و ما تقدم و کامیاب علاج ہے - ایڈیٹر صاحب فاروقی اور مولانا عبدالرحیم - اب نیر نے بعد از استعمال اسے بہت پسند فرمایا ہے - قیمت فی شیشی دو روپیہ جو مدت کے لئے کافی ہے - محصول ڈاک علاوہ

اکیر البدن کے استعمال سے ماہی شایب دا گیا

جناب سید حبیب الرحمن صاحب احمدی شاہ ابراہیم صاحب قادری جاگیر دار ضلع نانڈیڑو دکن آٹری فرماتے ہیں - کہ میں نے آپ کی مرسلہ اکیر البدن کو استعمال کیا - حقیقتاً بہترین چیز ہے - اگرچہ میری عمر ۴۲ سال ہے - مگر اکیر البدن کے استعمال سے زمانہ شباب یاد آ گیا - میں نے اپنے دیگر اصحاب کے لئے بھی منگوائی - وہ بھی بہت مداح ہیں -
 یقیناً اکیر البدن دنیا میں ایک ہی بہترین مقوی دوا ہے - جو جلد دماغی اور جسمانی و اعصابی کمزوریوں کو دور کر کے کمزور کو زور آور اور زور آور کو شہزور بنانے میں لائق ہے - اگر آپ کو اپنی صحت کی کچھ بھی فکر ہے - تو آپ کو فی الفور اس کا استعمال شروع کر دینا چاہیے - موسم برسات میں طیریا کی عام شکایت شروع ہو جاتی ہے - یہ دوا بہترین مقوی ہونے کے علاوہ ظالم طیریا جو انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے - کو روکنے اور اس سے پیدا شدہ کمزوری و عوارض کو دور کرنے کے لئے بھی تیر بہدت ہے - چنانچہ شیخ فخر الدین صاحب زینت دار کورائی سے لکھتے ہیں - کہ اکیر البدن طیریا میں بہت مفید ثابت ہوئی - سب کمزوری تانی رہی ایک شیشی اور بھیجیے - قیمت ایک ماہ کی خوراک پانچ روپیہ محصول ڈاک علاوہ -
 ملنے کا پتہ

سید نور انبند سبزی نور بلنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

سندرات کو غلط ثابت کر سوائے کو ایک ہزار روپیہ عام کھوالتانی

اصلی نمبرے والا تریاق چشم (درجہ سترڈ)

امراض چشم کا بہترین اور آسان علاج

ہمارا مجرب تیار کردہ تریاق چشم لکڑوں کو زائل کرتا ہے - سرخی کو کاٹ دیتا ہے - چھروں کے ستور مادہ کو خارج کر کے نکلوں کو ہلکا اور صاف کر دیتا ہے - خارش کے واسطے اکیر ہے - آنکھیں دھوپ میں فاسد مادے کی وجہ سے رکھتی ہوں - یا گرمی کی وجہ سے ابل گئی ہوں - یا آنکھوں کے چھپرے گل گئے ہوں - یا لکڑ اور پانی کثرت سے جاری رہتا ہوں - یا بوجہ لکڑوں کے آشوب یا زخم ہو گئے ہوں اور مینائی کم جاتی ہو - یا لکڑوں کی وجہ سے دھند اور بخار چھایا رہتا ہوں - تو تھوڑے دنوں کے استعمال سے خدا کے فضل سے صحت ہو جاتی ہے - اگر ٹیکس لگ گئی ہوں تو آٹری نو پیدا ہو جاتی ہے - شہزاد بچے سے لے کر بوڑھوں تک سب کو یکساں مفید اور بے ضرر ہے - اس بیان کی تصدیق کیلئے نامی ڈاکٹروں کے دستخطی سرٹیفکیٹ موجود ہیں نیز صاحبان اکیر چشم کثرت سے حج و پر و فیضان کا حج و دعا صاحبان و دیگر اعلیٰ عمدہ داران سرکار و علمائے کرام و ایڈیٹرز اخبارات دین میں ہندو مسلمان سکھ شامل ہیں اور دارالافتاء میں تصدیق کرتے ہیں - جن کی تعداد کچھ کے قریب ہے - اگر ہمارے مطلوبہ سرٹیفکیٹوں کو کوئی غلط ثابت کر دے - تو ہزار روپیہ عام پاسکتا ہے - قیمت تریاق چشم فی تولہ پانچ روپیہ محصول ڈاک ۸ روپیہ خریدار

شہزاد صاحب بیگ جی موہن تریاق چشم گڑھی شاہ دولہ گجرات (پنجاب)

۸ نومبر ۱۹۳۷ء یاد رکھیں

دیکھئے لوگ انگریزی کس طرح بلا استاد سیکھ رہے ہیں

جناب سید محمد حنیف صاحب سیکندرنگر سب رجسٹرار آفس ضلع پرنیاس لکھتے ہیں - مجھے ایک زمانہ سے انگریزی سیکھنے کا شوق تھا - لیکن میری سمجھ میں نہ آتی تھی - جب میں نے جدید انگلش ٹیچر کا اشتہار پڑھا - تو اسے منگوایا - تو استاد کی مدد سے بغیر انگریزی میں مجھے اتنی یاد دہانی ہو گئی - کہ انگریزی میں ہر ایک کام کرنے کے لئے تیار ہو گیا ہوں - جس کے لئے مصنف کا سبب حمد مشکور ہوں - (۲۲ جنوری ۱۹۳۷ء)
 جمدار چونی لعل صاحب جھاؤنی کوہاٹ - جدید انگلش ٹیچریت ہی مفید ثابت ہوا - تھوڑے دنوں میں کافی لیاقت حاصل کر لی - اگر آپ اس کتاب کی قیمت ایک سو روپیہ بھی لکھتے - تو بھی تھوڑی ہوتی ہے

سیرت انہی کے جلسوں کی خوشی میں عقرب عظیم الشان رعایت کا اعلان ہو گیا ہے - یہ رعایت صرف ایک دن (۸ نومبر) کے لئے ہے - اس موقع پر خریداروں کے لئے سہری موقع ہو گا

ایک - آرٹسٹ انبند سبزی سودا گران مشینری اجلا بدنگ ٹیٹالہ ضلع گورداسپور

قمر اور ز (جدید الف) شملہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لندن سے ۱۹ اکتوبر کو فری پریس نے تار دیا ہے کہ معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ مسٹر میکڈانلڈ کا بینہ کی طرف سے فرقہ واریت کا فیصلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن ان کا فیصلہ مسلمانوں کے مطالبات سے بہت کم ہوگا۔ اور مسلم ہندو میں کو بھی اس کا پوری طرح علم ہے۔

سری نگر سے ۱۷ اکتوبر کی اطلاع ہے کہ حکومت ہند نے مہاراجہ کشمیر کی درخواست پر مشرٹی۔ جے۔ گلینی ری پبلک ڈیپارٹمنٹ کی خدمات عارضی طور پر بطور سپیشل مسٹر حاصل کی ہیں۔ آپ اس کمیشن کی صدارت کریں گے۔ جو مسلمانوں کے مطالبات پر غور کرنے کے لئے مقرر کیا جائے گا۔

معلوم ہوا ہے کہ مسٹر لوٹکر ڈی ایچ اینیکو چل پولیس پشاور ریاست کشمیر کے انیکو چل پولیس مقرر ہوئے ہیں تاکہ ریاستی پولیس کی از سر نو تنظیم کریں۔

جوں سے ۲۰ اکتوبر کی ایک خبر ہے کہ مہاراجہ کشمیر نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ کہ گذشتہ فسادات میں افواج نے جو قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ ان کے لئے تمام افسر اور سپاہی میری بہترین تعریف کے مستحق ہیں۔ انہیں کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

نئی دہلی سے ۱۷ اکتوبر کی ایک اطلاع ہے پاپا جاتا ہے کہ ڈاکٹر انصاری صاحب نے دہلی کانگریس کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دیدیا ہے۔ جسے منظور کر کے مجلس عاملہ نے پنڈت پیارے لال مشرا کو صدر منتخب کر لیا ہے۔

۲۱ اکتوبر کو مسلمان ڈیرہ اسماعیل خان کا ایک وفد چیف کمنشنر صوبہ سرحد کی خدمت میں پیش ہوا۔ اور گذشتہ فسادات کے سلسلہ میں اپنی شکایات پیش کیں۔ چیف کمنشنر نے وعدہ کیا ہے۔ کہ انہیں دور کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

ریاست کی مالی مشکلات میں امداد کے لئے والٹے میسور نے دو لاکھ روپیہ اپنی جیب خاص سے دیا ہے۔ ۱۸ اکتوبر کو برنگم میں تقریر کرتے ہوئے کانڈھی جی نے کہا۔ کہ اگر برطانیہ ہندوستان سے اپنی

سست برداری کا اعلان کرے۔ تو آج ہی فرقہ واریت مسائل کا تھپہ ہو سکتا ہے۔

ڈاکٹر نوکس کو جو ۱۹۱۸ء سے مشن کالج ہور کے پرنسپل چھے آتے ہیں۔ اور طلباء میں بہت ہر ہوتے ہیں۔ ۱۷ اکتوبر کو بورڈ آف ڈائریکٹرز نے اسٹیفنی دینے پر مقرر کیا۔ طلباء میں اس فیصلہ سے سخت بے چینی پھیل گئی۔ اور انہوں نے مسٹر ایک کر دی ہے۔

سیال کوٹ کی خبر ہے۔ کہ سردار کھوکھڑ صاحب سے ایک سال تک پر امن رہنے کے لئے پندرہ روپیہ کی ضمانت طلب کی گئی ہے۔

حکومت ہند نے اعلان کیا ہے کہ چونکہ عراق میں ہیضہ کی وبا پھوٹ پڑی ہے اس لئے پاکستان بند کر دئے گئے ہیں۔

۱۹ اکتوبر کو لندن میں مسٹر ریمزے میکڈانلڈ نے ایک انتخابی ایڈریس کئے دوران میں کہا۔ کہ گول میز کی صدارت نہیں چھوڑوں گا۔ اور حتی الامکان ہندوستان اور برطانیہ میں مفاہمت کی کوشش برابر جاری رکھوں گا۔

۱۹ اکتوبر کو کابل میں فتح کابل کی تیسری سالگرہ منائی گئی۔ اس موقع پر شاہ نادر شاہ کی رسم تاج پوشی بھی ادا کی گئی۔ تمام غیر ملکی سفراء نے تقریب میں حصہ لیا۔ تمام فوج نے سلامی اتاری اور جبرمن کمانڈر کے زیر کان مصنوعی ڈوائی ہوئی۔ جس میں پیدل۔ سوار۔ جنگی ٹینک۔ اور ہوائی جہاز وغیرہ سب نے حصہ لیا۔

معلوم ہوا ہے۔ بعض لوگ ان مطالبات سے جو کشمیری نمائندوں نے مہاراجہ صاحب کے پیش کر کے ہیں۔ بہت زیادہ مطالبات پیش کرنا چاہتے تھے۔ ان کا ارادہ ہے کہ چونکان کی یہ تجویز منظور نہیں کی گئی اس لئے وہ بیرونی مسلمانوں کو کشمیریوں کی امداد سے روکیں گے۔ لیکن یہ سخت نامناسب فعل ہے۔

۲۰ اکتوبر کو پیرا نے سنٹرل جیل ملتان کے قیدیوں نے نائب داروغہ جیل پراس کے دفتر میں دن کے وقت حملہ کر دیا۔ اور اس کی ٹاک کاٹ ڈالی۔

وائسرائے ہند سابق پرگرام کے خلاف ۲۰ اکتوبر کو شملہ سے روانہ ہو گئے۔

۱۹ اکتوبر کو کانڈھی جی نے سردار اجل سنگھ سے ملاقات کی۔ سردار صاحب نے دریافت کیا۔ کہ کیا آپ مسلمانوں کے مطالبات منظور کر نیوے ہیں۔ جس کے جواب میں آپ نے کہا۔ میں سکھوں اور ہندوؤں کی

رضامندی اور ہر مسئلہ میں کانگریس کی منظوری حاصل کرنے بغیر کوئی فیصلہ کن کارروائی نہیں کروں گا۔

اخبار دیر بھارت نے لکھا ہے کہ کشمیر میں دو اعلیٰ انگریز افسر بھیجے جانے والے ہیں۔ جو اپنے محکموں کی پوری طرح انچارج ہوں گے۔ اور مہاراجہ کے سامنے نہیں۔ بلکہ ریزیڈنٹ کے سامنے جوابدہ ہوں گے۔

معلوم ہوا ہے حضور نظام اپنی مملکت میں برطانوی ہند کی طرح اصلاحات جاری کرنا چاہتے ہیں۔ اسمبلی اور کونسل بنائی جائیں گی۔ جن میں نمائندے منتخب ہوں گے۔ اسی سلسلہ میں وائسرائے کے ساتھ مشورہ کرنے کے لئے آپ اوائل نومبر میں دہلی تشریف لا رہے ہیں۔

لندن سے ۲۰ اکتوبر کی خبر ہے کہ مولانا تنوکت علی نے رائڈ کے نمائندہ سے کہا۔ کہ مسلم وفد میں کامل اتحاد عمل ہے۔ تصفیہ اس واسطے نہیں ہوتا۔ کہ کانڈھی جی مسلمانوں اور سکھوں کے علاوہ دوسری اقلیتوں کے حقوق سے انکار کرتے ہیں۔ اور مسلمان تمام اقلیتوں کی حمایت پر ہیں۔

برنگم میں ۲۰ اکتوبر کو کانڈھی جی نے ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کانگریس فوراً حکومت کی ذمہ داری اٹھانے کو تیار ہے۔ اور یہی ملک کی نمائندہ جماعت ہے۔

اور گول میز کے نمائندے حقیقی نمائندے نہیں۔ اس کے جواب میں سرائے کے غزنوی نے بھی ایک تقریر کی۔ جس میں کہا۔ کانگریس ہندوستانی سیاسیات میں محض بائیں بازو کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور ہندو جماعت ہے۔ مسلمان اس سے بالکل علیحدہ ہیں۔ اور مسلم دہند میں تمام جماعتوں کے نمائندے ہیں۔ اگر ہندو میں غیر نمائندہ میں تو کانڈھی جی نے ہندوستان میں ان سے گفت و شنید کیوں کی تھی۔ اور ان کی نامزدگی پر حکومت کے سامنے اعتراض کیوں نہیں کیا تھا۔

سکندر آباد درمیان ہندوؤں کی درخواست پر وہاں پولیس کی ایک تقریر کی جو کی قائم ہو گئی ہے۔ جس کے اخراجات اہل سکندر آباد ادا کریں گے۔

وزیر کا پٹن سے ۲۰ اکتوبر کی خبر ہے کہ شدید بارش کی وجہ سے ایک ہزار گئی۔ جس کی زد میں آکر تیس آدمی فی الفور ہلاک ہو گئے۔

مدرا سے ۲۰ اکتوبر کی خبر ہے کہ آدمی دراز کا ایک جلوس ایک ہندو محلہ سے گذر رہا تھا۔ کہ ہندوؤں نے اس پر پتھروں کی شدید بارش شروع کر دی جس سے چوڑھی

کانڈھی جی نے ہندوستان سے اپنی جیب خاص سے دو لاکھ روپیہ اپنی جیب خاص سے دیا ہے۔